﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک27مارچ 2015ء | 06/جمادی الثانی 1436 ہجری قمری ❁ 27/امان 1394 ہجری شمسی | شمارہ13

سارے حقوق ادا کرو

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے تمہارے متعلق بتایا گیا ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں خراب ہو جائیں گی اور تمہارا دل تھک جائے گا۔ دیکھو تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ روزہ بھی رکھو اور ناغہ بھی کرو۔ عبادت بھی کرو اور آرام بھی کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل حدیث نمبر 1085)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جب خدا محبت ہے، عدل ہے، انصاف ہے تو کیا وجہ ہے کہ نظام دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے بعض چیزوں کو بعض کی خوراک بنا دیا ہے

”سوال: جب خدا محبت ہے۔ عدل ہے انصاف ہے تو کیا وجہ کہ نظام دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے بعض چیزوں کو بعض کی خوراک بنا دیا ہے۔ اگر محبت اور عدل یا انصاف و رحم اس کے ذاتی خاصے ہیں تو کیا وجہ کہ اس نے مخلوق میں سے بعض میں ایسی کیفیت اور قویٰ رکھ دیئے ہیں کہ وہ دوسروں کو کھا جائیں حالانکہ مخلوق ہونے میں دونو برابر ہیں۔

جواب: جب محبت کا لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت بولا جاتا ہے تو اس کو انسانی محبت پر قیاس کر لینا بڑی بھاری غلطی ہے۔ محبت کا لفظ جس طرح انسانوں میں اطلاق پاتا ہے اور جو مفہوم اس کا انسانی تعلقات کی حیثیت میں سمجھا جاتا ہے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ اور نہ ہی وہ معنے اور مراد خدا تعالیٰ پر صادق آتے ہیں۔ انسان میں محبت اور غضب کی قوت ہے مگر جو مفہوم ان کا انسان کے متعلق بولتے وقت ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر ہرگز ہرگز اطلاق نہیں پا سکتا۔ یہ غلطی ہے۔ فطرت انسانی میں یہ رکھا گیا ہے کہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے فراق سے اس کو صدمہ بھی پہنچتا ہے۔ ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے، مگر اگر اس کا بچہ اس سے جدا ہو جاوے تو اس کو کیسا صدمہ ہوتا ہے اور کتنا دکھ اور رنج پہنچتا ہے۔ اسی طرح سے جو شخص کسی دوسرے پر غضب کرتا ہے اوّل وہ خود اپنے آپ میں اس کا صدمہ اور اثر پاتا ہے گویا دوسرے کو سزا دینے کے ساتھ ہی خود اپنی جان کو بھی سزا دیتا ہے۔ غضب ایک دکھ ہے جس کا اثر پہلے اپنی ہی ذات پر پڑتا ہے اور ایک قسم کی تلخی پیدا ہو کر طبیعت میں سے راحت اور چین نکل جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے۔ پس اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق اس رنگ میں جس رنگ میں ہم انسان پر کرتے ہیں اور جو مفہوم ان کا انسانی تعلق میں ہو سکتا ہے اس رنگ میں خدا تعالیٰ پر نہیں بول سکتے اور نہ ہی وہ خدا پر صادق آتے ہیں۔ اس واسطے ہم ان الفاظ کو پسند نہیں کرتے۔ یہ ان لوگوں کا بنایا ہوا لفظ ہے جو خدا کو محض انسانی حالت پر قیاس کرتے ہیں۔ وہ پاک ذات ہے۔ جو اس کی رضا کے موافق چلتا ہے اس سے اس کا تعلق زیادہ سے زیادہ ہوتا جاتا ہے ہاں البتہ استعارہ کے رنگ میں محبت اور غضب کا لفظ خدا تعالیٰ کے لئے بھی بولا جا سکتا ہے۔

پس یاد رکھو کہ یہ ایک دنیا کا کارخانہ ہے جس کے واسطے خدا تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت سے موجودہ نظام مقرر فرمایا ہے۔ اور یہ اس نظام کے ماتحت اس طرح سے چل رہا ہے۔ البتہ اس کے واسطے یہ الفاظ موزوں نہیں ہیں۔ محبت کا لفظ ایک درد اور گداز رکھتا ہے۔ اگر فرض بھی کر لیں کہ خدا محبت ہے اور اس کی صفت غضب بھی ہے (انسانی حالت کے خیال سے) تو پھر ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خدا کو بھی ایک قسم کی تکلیف اور رنج و دکھ ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو ایسے ناقص الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے۔

سوال: یہ تو میں نے سمجھ لیا ہے مگر مَیں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ خدا نے یہ خاصّہ کیوں رکھ دیا کہ ادنیٰ اعلیٰ کا خادم ہو یا اس کی خوراک بنے اور اس کے سامنے ذلیل رہے۔

جواب: ہم نے تو ابھی بیان کیا ہے کہ خدا کی صفات محبت، رحم اور غضب کی تشریح ہم اس طور سے نہیں کر سکتے جیسا کہ انسانوں میں یہ صفات ہیں۔ انسانی حالت پر خدا تعالیٰ کا قیاس کرنا سخت غلطی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک وسیع نظام ہے جو اس نے اسی طرح بنایا ہے۔ اس نظام میں انسان اپنی حد سے زیادہ دست اندازی نہیں کر سکتا۔ اور یہ مناسب نہیں کہ دقیق در دقیق مصالح خدائی میں دخل دے کر ہر بات میں ایک سوال پیدا کر لے۔ یہ عالَم ایک مختصر عالَم ہے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک وسیع عالَم رکھا ہے جس میں اس نے ارادہ اور وعدہ کیا ہے کہ سچی اور ابدی خوشحالی دی جاوے گی۔ ہر دکھ جو اس جہان میں ہے اس کا تدارک اور تلافی دوسرے عالَم میں کر دی جاوے گی۔ جو کمی اس جہان میں پائی جاتی ہے وہ آئندہ عالَم میں پوری کر دی جاوے گی۔ باقی رہا دکھ، درد، تکلیف، رنج و محن یہ تو ادنیٰ و اعلیٰ کو یکساں برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ اس نظام عالَم کے قیام کے واسطے لازمی اور ضروری تھے۔ اگر وسیع نظر سے دیکھا جاوے تو کوئی بھی دکھ سے خالی نہیں۔ ہر مخلوق کو علیٰ قدرِ مراتب اس میں سے حصّہ لینا ہی پڑتا ہے۔ البتہ کسی کو کسی رنگ میں ہے اور کسی کو کسی رنگ میں۔ اگر باز چڑیوں اور پرندوں کو کھاتا ہے تو شیر، چیتے اور بھیڑیے انسان کے بچوں کو بھی کھا جاتے ہیں۔ سانپ بچھو وغیرہ بھی ستاتے ہیں۔ غرض یہ سلسلہ تو اس طرح سے چل رہا ہے۔ اس سے خالی کوئی بھی نہیں۔ البتہ ان کی تلافی اور تدارک کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا عالَم رکھا ہے۔ اسی واسطے تو قرآن شریف میں اس کا نام مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان خوشحال ہو مگر ممکن ہے کہ چرند پرند اس سے بھی زیادہ خوشحال ہوں۔ یہ دنیا ایک عالَم امتحان ہے۔ اس کے حل کرنے کے واسطے دوسرا عالَم ہے۔ اس دینا میں جو تکالیف رکھی ہیں اس کا وعدہ ہے کہ آئندہ عالَم میں خوشی دے گا۔ اگر اب بھی کوئی کہے کہ کیوں ایسا کیا اور ایسا نہ کیا۔ اس کا یہ جواب ہے کہ وہ تحکم اور مالکیت بھی تو رکھتا ہے۔ اس نے جیسا چاہا کیا۔ کسی کو اس کے اس کام پر اعتراض کی گنجائش اور حق نہیں۔

دوسری بات جو قابل غور ہے یہ ہے کہ چونکہ تکالیفِ انسانی، تکالیفِ حیوانی سے بڑھی ہوئی ہیں۔ (اسی واسطے انسانی اجر بھی حیوانی اجر سے بڑھا ہوا ہوگا) تکالیفِ انسانی دو قسم کی ہیں۔ ایک تکالیفِ شرعیہ۔ دوسری تکالیفِ قضا و قدر۔ تکالیف قضا و قدر میں انسان و حیوان مشترک اور قریباً برابر ہیں۔ اگر انسان کے ہاتھ سے حیوان مرتے ہیں تو حیوانوں کے ہاتھ سے آخر انسان بھی تو مرتے ہیں۔ اسی طرح اَور اَور تکالیف میں بھی ان کا آپس میں ایک قسم کا اشتراک پایا جاتا ہے۔ باقی تکالیف شرعیہ میں انسان کے ساتھ حیوانات کا کوئی اشتراک نہیں ہے۔ احکام شرعیہ بھی ایک قسم کی چُھری ہے جو انسانی گردن پر چلتی ہے۔ مگر حیوان اس سے بری الذمّہ ہیں۔ امورِ شرعیّہ بھی ایک موت ہیں جو انسان کو اپنے اوپر وارد کرنی پڑتی ہے۔ پس اس طرح سے ان باتوں کو یکجائی طور سے دیکھنے سے صاف معلوم ہوگا کہ تکالیفِ انسانی تکالیفِ حیوانی سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔

تیسری بات جو قابل یاد ہے یہ ہے کہ انسانی حواس میں بہت تیزی ہے۔ انسان میں قوتِ احساس زیادہ پائی جاتی ہے۔ حیوانات یا نباتات اس کے مقابل میں بہت کم احساس رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانات کو اتنی عقل بھی نہیں دی گئی۔ عقل سے ہی شعور پیدا ہوتا ہے۔ حیوانات میں چونکہ عقل و شعور بہت کم درجہ کا ہوتا ہے اسی واسطے ایک قسم کی مستی کی حالت میں رہتے ہیں۔ احساس کا مسئلہ زیادہ تر انسان میں پایا جاتا ہے۔ حیوانات میں یہ قویٰ ایسے کم درجہ کے ہیں کہ گویا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پس حیوانات ان تکالیف کا بہت کم احساس کرتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ بعض اوقات بالکل ہی نہ کرتے ہوں۔ اب جائے غور ہے کہ دنیا میں ان تکالیف کا بوجھ کس پر زیادہ ہے۔ آیا انسان پر یا حیوان پر؟ ظاہر ہے کہ انسان ہی کو ان مشکلات دنیوی میں بہ نسبت حیوانات کے زیادہ حصہ لینا پڑتا ہے“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 674-672 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام منعقد ہونے والے

واقفاتِ نَو اور واقفینِ نَو کے سالانہ اجتماعات کا انعقاد

ہر دو اجتماعات میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفس نفیس شمولیت اور اختتامی خطابات میں واقفاتِ نَو اور واقفینِ نَو کے لئے نہایت اہم اور زرّیں ہدایات

(رپورٹ : ناصر محمود پاشا)

امسال جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام شعبہ وقف نَو نے اپنے سالانہ نیشنل اجتماعات کا انعقاد 28رفروری 2015ء کو (برائے واقفاتِ نَو) اور یکم مارچ 2015ء کو (برائے واقفینِ نَو) مسجد بیت الفتوح مورڈن میں کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں اجتماعات ہر پہلو سے کامیاب رہے جن میں مجموعی طور پر 2200 بچوں اور بچیوں نے شرکت کی توفیق پائی۔ یہ سالانہ اجتماعات سات سال سے زیادہ عمر کے بچوں اور بچیوں کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔

اجتماعات کے دوران شامل ہونے والے بچوں اور بچیوں کا اُن کی عمر کے حوالہ سے بنائے جانے والے گروپوں میں (مرکزی شعبہ وقفِ نَو کی طرف سے مقرّرہ خصوصی نصاب کے پیش نظر) جائزہ لیا گیا۔ نیز روزمرّہ امور مثلاً تعلیمی، تربیتی اور معاشرتی معاملات میں اُن کے اہم کردار کے پیش نظر مختلف ورکشاپس کا انعقاد بھی ہوا جنہیں بہت پسند کیا گیا اور مفید قرار دیا گیا۔ پہلا گروپ 7 سے 11 سال کے بچوں کا تھا۔ دوسرا گروپ 12 سے 18 سال کے واقفینِ نَو کا جبکہ تیسرے گروپ میں 18 سال سے بڑے نوجوان شامل تھے۔

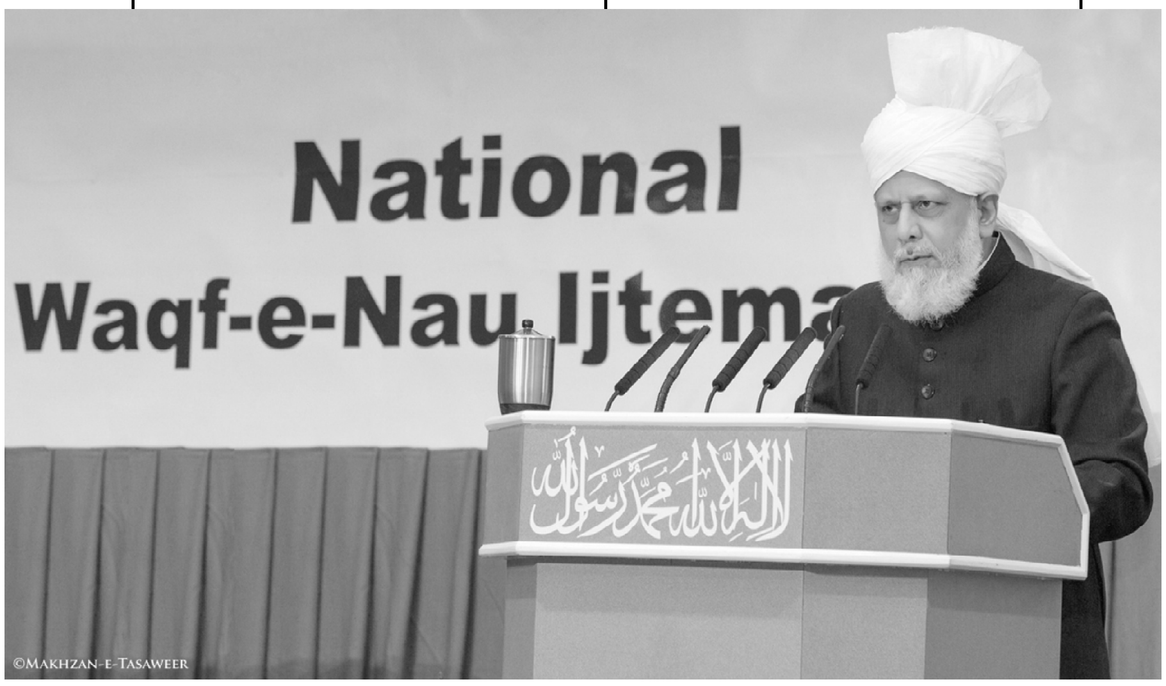

یہ امر بھی نہایت مسرّت کا باعث تھا کہ ہر دو اجتماعات میں سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بنفسِ نفیس تشریف لاکر بچوں اور بچیوں سے انگریزی زبان میں اختتامی خطاب فرمائے۔ دونوں دن حضور انور کے اختتامی خطاب کے اجلاسات میں واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کے علاوہ اُن کے والدین کو بھی خاص طور پر شمولیت کی دعوت دی گئی تھی تا کہ ان بچوں اور بچیوں کی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرنے والے سرپرست بھی اپنے پیارے امام کی زبان سے براہ راست رہنمائی حاصل کر کے اپنی ذمہ داریوں کا صحیح معنی میں حق ادا کرنے کے قابل ہوسکیں۔

حضور انور نے ازراہ شفقت دونوں روز انگریزی زبان میں خطاب فرمایا تا کہ بچے براہ راست بھی مستفید ہوں اور اپنے کردار کو اُن خطوط پر ڈھالنے کی کوشش کریں جس کے نتیجہ میں وہ اسلام احمدیت کی آئندہ ترقیات میں اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔ ان اجتماعات سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت پُرمعارف خطابات کے (اردو زبان میں) تراجم کسی آئندہ شمارہ کی زینت بنائے جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دونوں خطابات میں اس بات پر زور دیا کہ یہ واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کی ذمہ داری ہے کہ وہ شاندار اخلاقی اور روحانی نمونہ دکھائیں اور دوسروں کے لئے ایک مثبت قابل تقلید نمونہ پیش کریں۔

واقفینِ نَو کے اجتماع کے فائنل سیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل مکرم مسرور احمد چودھری صاحب سیکرٹری وقف نو یوکے نے رپورٹ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ اس رپورٹ کے مطابق اس وقت برطانیہ میں سات سال سے بڑی عمر کے واقفینِ نو بچوں کی تعداد 1728 ہے۔ اجتماع میں حاضری کو یقینی بنانے کے لئے ان بچوں کو انفرادی خطوط ارسال کئے گئے اور فون کے ذریعہ بھی رابطہ کیا گیا۔ تمام جماعتی مراکز میں پوسٹرز آویزاں کرنے کے علاوہ مختلف مواقع پر اشتہارات بھی تقسیم کئے گئے۔ اس طرح 988 بچوں نے اجتماع میں شامل ہونے کی یقین دہانی کروائی جبکہ 209 نے مختلف مجبوریوں کی وجہ سے معذرت کرلی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کوششوں کے نتیجہ میں اجتماع میں 1184 واقفینِ نَو شامل ہوئے جو تجنید کے لحاظ سے 68.5 فیصد ہیں۔ گزشتہ سال کے اجتماع میں 1009 واقفینِ نَو شامل ہوئے تھے۔ چنانچہ امسال تعداد میں 175 بچوں کا اضافہ ہوا ہے۔ پندرہ سال سے بڑی عمر کے واقفینِ نَو کی برطانیہ میں کُل تعداد 842 ہے جس میں سے 479 نے اجتماع میں شرکت کی ہے۔ جبکہ آج کے اجلاس میں شامل ہونے والے واقفینِ نَو کے والدین کی تعداد 382 ہے۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ منعقد ہونے والی ورکشاپس میں سے ایک کا انتظام انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز نے کیا تھا۔ ایسوسی ایشن نے دنیا کے مختلف حصوں میں جاری اپنے منصوبوں سے متعلق واقفینِ نَو کو آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ واقفینِ نَو اپنی عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد کس طرح ایسوسی ایشن کے کاموں میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ تبلیغ کے زیر انتظام بھی ایک ورکشاپ منعقد ہوئی جس میں واقفینِ نَو کو دعوت الی اللہ کے میدان میں پیش آنے والی مشکلات اور اُن کا مقابلہ کرنے سے متعلق معلومات دی گئیں۔ اسی طرح شعبہ امور خارجہ نے بھی اپنے شعبہ کے متعلق تفصیلی معلومات پیش کیں۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے نے بھی مختصر تقریر کی۔

ورکشاپس کے دوران جوڈو کراٹے کی ایک قسم تائیکوانڈو (Taekwondo) کا عملی مظاہرہ بھی کیا گیا۔ اجتماع میں شامل ہونے والے واقفین نَو کے والدین اور 18 سال سے بڑی عمر کے واقفینِ نَو کے مشترکہ اجلاس کو مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر یوکے نے بھی تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ نیز ایک مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جس میں مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ نے سوالات کے جواب دیئے۔

28رفروری 2015ء کو واقفاتِ نَو سے اپنے خطاب میں حضور انور نے فرمایا کہ تعلیم کا حصول اشد ضروری ہے اور یہ کہنا انتہائی غلط ہے کہ اسلام نے خواتین کو اعلیٰ تعلیم کے حصول سے روکا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق حکمت مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے اور یہ جہاں کہیں بھی نظر آئے تو مسلمان مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ پس ہماری خواتین خصوصاً واقفاتِ نَو کا فرض ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور پھر اسے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ وقف نو میں شامل بچوں اور بچیوں کے لئے روزانہ پنجوقتہ نماز باجماعت کی ادائیگی کرنا اور ترجمہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا بہت ضروری ہے اور اس کے نتیجہ میں ہی احمدی مسلمان اپنے دین کو صحیح معنی میں سمجھ سکتے ہیں اور پھر اُس کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی کرسکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار ہوئے بغیر دوسروں تک اسلام کی خوبصورت

تعلیمات پہنچانی چاہئیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ ایک عظیم خدمت ہوگی۔ اس وقت واقفین نَو کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اگر تمام واقفینِ نَو اپنے اپنے دائرہ اور ماحول میں اسلامی تعلیم کے پھیلانے کی ذمہ داری ادا کرنے والے ہوجائیں تو ہم معاشرہ کے وسیع حصہ کو اسلام کی خوبصورت

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 342

مکرم محمد بوراوی صاحب

مکرم محمد بوراوی صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق تیونس سے ہے جہاں میری پیدائش 1985ء میں ہوئی۔ میں مسلمان تھا لیکن اسلام سے تعلق واجبی سا تھا۔ نہ نماز پڑھنی آتی تھی نہ ہی اس کی اہمیت کا اندازہ تھا۔ بڑا ہوا تو کبھی دیکھا دیکھی مسجد چلا جاتا لیکن یہ محض وقتی جوش ثابت ہوتا کیونکہ دو چار دنوں کے بعد میں دوبارہ اپنی بے پرواہی کی دنیا کی طرف لوٹ جاتا تھا۔

وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ 21 سال کی عمر میں میں نے اہل محلّہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنی شروع کی۔ میرے لئے یہ عید کا دن ہوتا تھا جس میں مَیں اہل محلّہ سے ملتا اور بہت خوش ہوتا تھا لیکن باقی نمازوں سے تاحال غافل تھا۔ ہمارے معاشرے میں نمازوں میں بہت سستی تھی یہاں تک کہ اردگرد کے لوگوں کو دیکھ کر مجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ میں کم ازکم جمعہ تو پڑھتا ہوں اس لئے کئی لوگوں سے بہتر ہوں۔ گو کہ یہ سوچ غلط تھی لیکن ہمیں گھر میں یا محلّہ میں ایسی باتیں سمجھانے والا کوئی نہ تھا کیونکہ دینی امور کے بارہ میں باتیں تو شاذ ونادر ہی سنی جاتی تھیں۔

بالآخر 2010ء میں مجھے خود ہی دینی لحاظ سے خستہ حالی کا احساس ہوا۔ اور میں نے پہلے قدم کے طور پر نمازوں کی پابندی شروع کردی۔ اسی عرصہ میں میں نے بہت سے دینی چینلز بھی دیکھنے شروع کردیئے اور بعض قرآنی آیات بھی حفظ کرکے انہیں دُہراتا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے اپنے اندر ایک قسم کی روحانیت کا احساس ہونے لگا۔

امام مہدی اور قتلِ کفار کا عقیدہ!!

اس سال ایک عید کے موقع پر میری ملاقات اپنے دوست محمد کے کزن سے ہوئی جو مصر کے جامعۃ الازہر میں پڑھتا تھا۔ اس کے ساتھ سلسلۂ ملاقات کچھ بڑھا تو اس نے مختلف دینی امور کے بارہ میں بتانا اور سکھانا شروع کردیا۔ ہم تقریباً روزانہ ہی ملنے لگے۔ ہم پیاسے تھے اس لئے ہر روز بڑی بے صبری سے اس کا انتظار کرتے اور وہ آکر ہمیں دینی، اعتقادی اور روحانی امور کے بارہ میں ایسی باتیں بتاتا جن کے بارہ میں ہمیں قبل ازیں کوئی علم نہ تھا۔ ایک روز اس نے امام مہدی کے ظہور اور اس کے لشکر کا ذکر کرکے بتایا کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو کافروں کو جبراً دینِ اسلام میں داخل کرے گا اور جو اس کی بات نہیں مانے گا اسے قتل کردے گا۔ میں نے جب یہ سنا تو تعجب سے کہا کہ کیا دیگر مذاہب کے لوگوں کو اس طرح قتل کرنا اسلام میں جائز ہے؟ اس نے کہا: ہاں یہ جائز ہے۔ ایک بار اس نے یہ بھی کہا کہ میں تو امام مہدی کے ظہور کا بہت بے صبری سے انتظار کر رہا ہوں کیونکہ میں خود کو اس کے لشکر کا ایک سپاہی سمجھتا ہوں۔

نہ جانے کیوں مجھے اس کی اس بات کا یقین نہ آیا کہ اسلام کافروں کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر ہونے کی بات بھی ہوئی۔ اس نے بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بچانے کے لئے دوبارہ آنا ہے، علاوہ ازیں اس نے جملہ معروف عقائد کے بارہ میں روایتی نقطہ نظر سے ہمیں آگاہ کیا۔ میں تو خاموش طبیعت انسان تھا لیکن اس کی مجالس میں بیٹھ بیٹھ کر لوگوں سے دینی امور کے بارہ میں باتیں کرنے لگ گیا۔

جنات سر پر سوار ہوگئے

اسی عرصہ میں ایک روز میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سب گھر والے بیٹھ کر جنّوں، جادوٹونے اور مخفی مخلوقات کی باتیں کررہے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا اور ان کی باتیں سنیں تو بہت ڈر گیا اور طرح طرح کے اوہام نے مجھے آلیا۔ جب میں نے مذکورہ بالا ازہری دوست سے اس موضوع پر بات کی تو اس نے کہا کہ جنّات موجود ہیں اور جادو وغیرہ حق ہے اور انسان کو اس کے بارہ میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

پھر جب میں نے اس موضوع کے بارہ میں مختلف ٹی وی چینلز پر مولویوں کے پروگرامز دیکھے تو میری سوچوں کا دھارا کسی اور طرف مڑ گیا اور مجھے ہر وقت کسی مخفی مخلوق کے ساتھ ہونے کا احساس ہونے لگا۔ کبھی کبھی مجھے خیال آتا تھا کہ یہ حقیقی اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام اس سے بہت بہتر ہونا چاہیئے، لیکن وہ حقیقی اسلام کہاں ہے؟ اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ مجھے سجھائی نہ دیتا تھا۔ بہر حال، میں ازہری دوست کے اسلامی خیالات سے بیزار ہوگیا تھا اس لئے اس کی مجالس کو خیرباد کہہ دیا۔

صوفی ازم کی طرف میلان

کچھ عرصہ کے بعد میری اپنے دوست محمد سے ملاقات ہوئی جس کے ازہری کزن سے ہم قبل ازیں اسلام سیکھا کرتے تھے۔ مَیں نے محسوس کیا کہ میرا یہ دوست کچھ بدلا بدلا سا ہے۔ وہ خلافِ معمول اولیاء وصالحین اور ان کے اعلیٰ روحانی مقام اور ان کی استجابتِ دعا وزہد وغیرہ کے بارہ میں باتیں کرنے لگا۔ اس سے گفتگو کرکے پتہ چلا کہ وہ صوفیوں کے تیجانی فرقہ میں شامل ہوگیا ہے۔ چنانچہ اب وہ بھی ازہری دوست کے متشدد اسلام کو چھوڑ کر پیار محبت کی باتیں کرنے لگ گیا تھا۔ میں اس کی باتیں سن کر بہت متأثر ہوا کیونکہ وہ بالکل بدل چکا تھا۔

مجھے اس کی باتیں سن کر بہت سکون ملا کیونکہ اب کم ازکم پُرشدّت اسلام کی بجائے ایک خوبصورت اور محبت پھیلانے والے اسلام سے تعارف ہوا تھا۔ یہ دوست اکثر درود شریف اور تسبیحات کا ورد کرتا رہتا تھا۔ مجھ پر ان باتوں کا بہت اثر ہوا اور میں اکثر اس کی صحبت میں بیٹھنے لگا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ساتھ میں بھی نمازوں میں باقاعدہ ہوگیا اور اولیاء اللہ اور ان کی محبت سے متعلق بعض احادیث بھی یاد کرلیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد میں بھی تیجانی فرقہ میں شامل ہوگیا اور ان کی مجالس میں حاضر ہونے لگا یہاں تک کہ میں ان کی جماعت کا ایک فعّال رکن بن گیا۔ میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ میں روحانی طور پر اپنی زندگی بدلنا چاہتا تھا اور اس صوفیانہ طریقے پر چلنے کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی موجودگی کا احساس ہونے لگا تھا چنانچہ میں اس طریق کی طرف لوگوں کو بلانے لگا۔

جماعت احمدیہ کے عقائد

ایک روز میرا ایک بچپن کا دوست آیا جو پڑھائی کے سلسلہ میں یہاں سے چلا گیا تھا پھر کسی دُور کی جگہ پر کام کرنے لگ گیا تھا۔ باتوں باتوں میں اس نے مجھے دجّال کے ظہور اور وفاتِ مسیح کے بارہ میں بتایا۔ پھر جنّوں اور جادو کا موضوع چھڑ گیا جن کے بارہ میں اس کی پیشکردہ تشریح بھی میرے دل کو لگی۔ میرے تعجب کرنے اور پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ جماعت احمدیہ کے عقائد ہیں۔ پھر اس نے مجھے جماعت کے بارہ میں مزید بتایا اور انٹرنیٹ پر موجود مختلف موضوعات پر ویڈیوز اور کتب کی طرف راہنمائی کی۔ لیکن جب میں نے ایم ٹی اے پر جنّوں کے موضوع پر پروگرام الحوار المباشر دیکھا تو یہ سب مفاہیم میرے دل میں اتر گئے۔ مجھے جماعت میں اپنی گم گشتہ متاع ملتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ لیکن امام مہدی ومسیح موعود اور ختم نبوت جیسے موضوعات ابھی باقی تھے۔ مَیں نے جہاں ان کے بارہ میں تحقیق کرنا شروع کردی وہاں دعا بھی جاری رکھی۔

اسلام اعلیٰ اخلاق کا درس دیتا ہے

میری تحقیق جاری تھی کہ اسی دوران لاہور کے شہداء کا واقعہ ہوگیا۔ اس بات نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ اور مجھے یاد آگیا کہ یہ اسلام کی طرف غلط طور پر منسوب کی جانے والی اُنہی تعلیمات کا شاخسانہ ہے جس کا ذکر میرے ازہری دوست نے کیا تھا۔

میں جماعت کے بارہ میں تحقیق کے دوران اپنے شہر کے دینی ریسرچ سنٹر میں بھی گیا لیکن وہاں پر اس جماعت کا ذکر کرنے پر ہی اس قدر مخالفت دیکھنے میں آئی کہ مجھے جلدی سے وہاں سے واپس لوٹنا پڑا۔ پھر انٹرنیٹ کھولا تو دیکھا کہ وہ مولوی جو بظاہر اخلاق اور تہذیب اور نرم خوئی کا درس دیتے ہیں جماعت کے خلاف کس قدر بدزبانی، پست خیالی اور اخلاق سوز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اچھے اسلام کا اچھے اخلاق سے گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا ان مولویوں کے اسلام کا اندازہ ان کے اخلاق سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

بیعت

انہی ایّام میں میری ملاقات محمد نامی میرے اس دوست سے ہوئی جس کی وجہ سے میں صوفی ازم میں شامل ہوگیا تھا۔ مَیں نے اس سے جماعتی عقائد کا ذکر کرکے احمدیت کی تبلیغ کرنے والے دوست سے ملنے کا کہا۔ پھر جب ہم ملے تو اس میں صوفی دوست نے اقرار کیا کہ میرے حساب سے امام مہدی کے ظہور کا وقت آچکا ہے نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ آج کے زمانے کی حالت ایک مصلح کے آنے کی متقاضی ہے۔ مَیں مولویوں کے کردار سے تو پہلے ہی مایوس ہوچکا تھا پھر جب جماعت کی کتب، ویڈیوز اور پروگرام کو دیکھا تو بہت حد تک مطمئن ہوگیا، ایسے میں اپنے صوفی دوست کی یہ بات سنی تو میرے اندر سے بڑی قوت کے ساتھ ایک آواز اٹھی کہ اپنے احمدی دوست کی بات مان لو۔ یہ آواز اس قدر بھرپور تھی کہ اس کو ماننے کے لئے میرے جسم کا رواں رواں تیار ہوگیا اور مجھے اس وقت تک چین نہ آیا جب تک میں نے اپنے احمدی دوست سے بات کرکے بیعت فارم پُر کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال نہ کردیا۔ یہ 2011 کے وسط کی بات ہے۔

صوفی دوست کا موقف اور مخالفت

جہاں تک میرے صوفی دوست کا تعلق ہے تو اگرچہ وہ کئی باتوں میں ہمارے ساتھ اتفاق کرتا تھا پھر بھی جب وہ اپنے صوفی شیخ کے پاس گیا تو شیخ صاحب اس کی جماعت کے بارہ میں بات سنتے ہی سیخ پا ہوگئے اور اسے جماعت سے دور رہنے کے بارہ میں سخت تنبیہ کی۔ چنانچہ میرا یہ دوست آکر مجھے کہنے لگا کہ میں اپنے شیخ کی بات کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔

اس کے بعد اس دوست نے میری مخالفت شروع کردی اور اس کی وجہ سے بعض صوفی مولویوں اور ان کے پیروکاروں نے بھی خوب زور لگایا لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ثبات قدم عطا فرمایا اور مختلف نشانات کے ذریعہ اپنی ہستی اور اپنے قادر ہونے کا ثبوت عطا فرمایا۔ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ ایک احمدی صرف زبانی کلامی ہی خدا کی ہستی کے وجود کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اپنی آنکھوں سے اس کے آثار دیکھ لیتا ہے۔

استخارہ اور انشراح

بیعت کے بعد ایک روز مَیں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے قریب ایک چرچ کے پاس کھڑا ہوں کہ اچانک اس میں سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آنی شروع ہوجاتی ہے۔ سب حیران ہوتے ہیں اور میں جب کچھ دیر کے بعد چرچ کے قریب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہوں تو نہایت شیریں آواز میں وہ تلاوت مجھے اپنے گھر میں بھی اسی طرح سنائی دیتی ہے۔

نیز میں نے دیکھا کہ میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھا ہوا ہوں اور وہ سب وہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض قصائد کو پڑھ پڑھ کر ان کی شرح بیان کررہے ہیں۔ گو میں نے بیداری کی حالت میں بھی یہ قصائد سنے تھے لیکن خواب میں ان کی شرح سن کر ایک نہایت پُرلذت اور لطیف احساس ہورہا تھا۔

ان خوابوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اطمینان و انشراح کی دولت سے مالامال فرمادیا۔

بیعت کے بعد تبدیلی

بیعت کے بعد میرے اندر مطالعہ کا اس قدر شوق پیدا ہوگیا کہ میں دھڑا دھڑ جماعت کی کتب پڑھنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے، نیز تفسیر کبیر کو بار بار پڑھنے سے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کو سننے اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے میں اپنے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

مجھے اپنی حالت کی تبدیلی کی سب سے زیادہ فکر رہتی تھی اور بیعت کے بعد سنجیدگی سے اس بارہ میں کوشش کی تو محض چندروز میں ہی میں ایک مختلف انسان بن گیا۔ میری نمازیں لذت سے بھر گئیں اور روحانی تسکین حاصل ہوئی۔

خلیفۂ وقت کی طرف سے پہلا خط

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے قبولیت بیعت کا خط ملا تو اسے پڑھ کر میرے آنسو چھلک پڑے مجھے احساس ہوا کہ جیسے ایک والد اپنے بیٹے کو گلے سے لگا کر کہہ رہا ہو کہ تم فکر نہ کرو مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔

(باقی آئندہ)

اسلامی نظام حکومت کا ایک اجمالی نقشہ

(انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ 28 دسمبر 1950ء برموقع جلسہ سالانہ ربوہ)

(مطبوعہ۔ انوار العلوم جلد 22)

[حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ معرکۃ الآراء خطاب جو آپ نے جلسہ سالانہ 1950ء کے اختتامی اجلاس میں مؤرخہ 28؍دسمبر کو ارشاد فرمایا حقائق و معارف قرآنی پر مشتمل تقاریر کا ایک تسلسل ہے جو آپ نے کراچی، ممبئی اور حیدرآباد کے سفر کے بعد ایک نظارہ کی بنا پر 1938ء میں شروع فرمایا تھا۔ اس مضمون کا محرک دلّی میں واقع غیاث الدین تغلق کا قلعہ بنا۔ اس سفر میں آپ نے 16 مادی اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ ان کے مقابل پر عالَمِ روحانی میں ان کے مشابہ اور مماثل امور کو نہایت وَجد آفرین اور اثر انگیز پیرایہ میں ان تقاریر میں بیان فرمایا جن کا نام آپ نے ''سیر روحانی'' رکھا۔

اس خطاب میں آپ نے عجائباتِ سفر میں سے ساتویں یعنی دیوانِ عام کو بیان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دُنیوی دیوانِ عام کی غرض بادشاہ کے قوانین کا اعلان، بادشاہ کا جلوہ افروز ہونا، عوام کی فریادیں سُننا وغیرہ ہوتا ہے لیکن یہ دیوان عارضی ہوتے ہیں جو جلد یا بدیر ویران اور برباد ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ ویسے بھی ایک خاص محدود علاقہ کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک قرآنی دیوان بھی ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا اور اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا کہہ کر اس بادشاہت کے دائمی ہونے کے ساتھ ساتھ ساری دُنیا کے لئے ہونے کا اعلان کیا گیا۔ دیوانِ عام میں بادشاہوں کے مقرر کردہ گورنرز اُن کی مضبوطی کا باعث بنتے ہیں جبکہ اس قرآنی دیوان میں اس کو بادشاہ مقرر کرنے والا خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اور پھر احیائے دین کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تا قیامت گورنر جنرل ہونے کا اعلان فرمایا اور اس کے ذریعہ دین کو دوبارہ عروج ملا۔ حضور نے دربار عام میں ہونے والے دس امور کو نہایت فصیح و بلیغ رنگ میں روحانی دربار پر اطلاق کر کے تفصیلاً بیان فرمایا اور اسلام پر ہونے والے بعض اعتراضات کا جواب بھی دیا۔

ذیل میں اس نہایت دلنشیں اور وجد آفریں خطاب سے کچھ انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ امید ہے کہ احباب ''سیر روحانی'' کے تمام خطابات کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے اپنے علم میں اضافہ کے ساتھ روحانی طور پر بھی حظ اٹھائیں گے۔ یہ خطابات انوار العلوم کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں اور الگ سے یکجائی طور پر بھی شائع شدہ ہیں۔ (مدیر)]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''......محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے نہیں آئے تھے کہ بڑے بڑے قلعے بناتے۔ اگر وہ اس لئے آتے تو مدینہ منورہ میں کوئی بڑا قلعہ بھی ہوتا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے نہیں آئے تھے کہ نہریں بنائیں اگر وہ اس لئے آتے تو مدینہ منورہ میں نہریں بھی ہوتیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے نہیں آئے تھے کہ بڑے بڑے مقبرے بنائیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پکی قبر بنانے سے بھی منع فرمایا، اِسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بُھول بھلیاں بنانے کے لئے آئے تھے نہ مینا بازار بنانے کیلئے آئے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ آؤ میں تمہیں خدا تعالیٰ سے ملا دوں۔ بیشک باقی چیزیں بھی مسلمانوں کو ملیں مگر وہ تابع تھیں اصل مقصود اور مطلوب نہیں تھیں۔

بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی ذات میں مقصود ہوتی ہیں اور بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو توابع کے طور پر ملتی ہیں اور تابع چیزوں کو اپنے مدنظر رکھنا اور اُن کو اپنا مقصود قرار دے لینا نہایت شرمناک ہوتا ہے۔

......اسلام وہ طریق بتاتا ہے جس پر چلنے سے دُنیوی حکومتیں اور اُس کی نعمتیں خود بخود آ جاتی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کرو تو یہ چیزیں تمہیں خود بخود مل جائیں گی مگر وہ ان چیزوں کو مقصود قرار نہیں دیتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو وہ نعمتیں ملیں کہ دنیا حیران رہ گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھ لو وہ آخری زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین سال پہلے ایمان لائے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اب بڑی عمر ہو چکی ہے اور آپ کی زندگی کے دن اب بظاہر تھوڑے رہ گئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں آپ سے جُدا نہیں ہوں گا چنانچہ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں صرف تین سال ملے سب سے زیادہ حدیثیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں۔ چونکہ یہ غریب آدمی تھے اور سارا دن مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اس لئے بعض دفعہ سات سات وقت کا انہیں فاقہ ہو جاتا تھا اور شدّتِ بھوک کی وجہ سے وہ بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ جب اسلام کی فتوحات کا دَور آیا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے اسلامی تصرّف میں آئے تو کسریٰ شہنشاہِ ایران کا ایک خاص ریشمی رومال جو تخت پر بیٹھنے کے وقت وہ اپنے ہاتھ میں رکھا کرتا تھا مالِ غنیمت میں تقسیم ہو کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آیا۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نزلہ کی شکایت تھی کہ بیٹھے بیٹھے اُنہیں کھانسی آ گئی اور انہوں نے شہنشاہِ ایران کے اس رومال میں تُھوک دیا اور پھر کہا بَخٍ بَخٍ ابوہریرہ یعنی واہ واہ! تیری بھی کیا شان ہے کبھی تو سر میں جُوتیاں پڑا کرتی تھیں اور آج یہ حالت ہے کہ تُو کسریٰ شہنشاہِ ایران کے رومال میں تُھوکتا ہے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کہا؟ اِس پر انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ مَیں آخری زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور مَیں نے قسم کھالی کہ اب میں رات اور دن آپ کے پاس رہوں گا اور آپ کی باتیں سنوں گا اور چونکہ میں ہر وقت وہیں بیٹھا رہتا تھا، اسلئے بعض دفعہ سات سات وقت کا فاقہ ہو جاتا تھا اور میں بیہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ مجھے مرگی ہو گئی ہے اور عربوں میں رواج تھا کہ جب کسی کو مرگی کا دَورہ ہوتا تو اس کے سر پر جُوتیاں مارا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ مرگی کا علاج ہے۔ انہوں نے کہا اِدھر میں فاقہ سے مر رہا ہوتا تھا اور اُدھر میرے سر پر جُوتیاں پڑنے لگ جاتیں حالانکہ اُس وقت مجھے اندر سے ہوش ہوتا تھا مگر میری زبان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی تھی کہ مَیں انہیں منع کر سکوں پس یا تو میرا وہ حال تھا اور یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا یہ نتیجہ ہے کہ اب مَیں اُس رومال میں جسے بادشاہ اپنی شان دکھانے کے لئے تخت پر بیٹھتے وقت اپنے ہاتھ میں رکھا کرتا تھا تُھوک رہا ہوں۔

تو یہ چیزیں ملتی ہیں اور اسلام بھی ہمیں وہ چیزیں دیتا ہے جو دنیا کے پیچھے چلنے سے حاصل ہوتی ہیں مگر اسلام زیادہ شاندار طور پر یہ چیزیں دیتا ہے اور وہ لوگ ذلّت کے طور پر ان چیزوں کو حاصل کرتے ہیں۔ ...... یہ فرق ہے جو اسلامی تعلیم پر عمل کرنے اور دُنیوی طریقوں کو اختیار کرنے میں ہے اور اسی کی طرف میرا آج کا مضمون اشارہ کرتا ہے۔

اسلامی نظام حکومت کا ایک اجمالی نقشہ

میرا یہ مضمون درحقیقت اسلامی طریقِ حکومت کی ایک تصویر ہے یا اسلام دنیا میں جو اصلاح پیدا کرنا چاہتا ہے اُس کا ایک اجمالی نقشہ اِس مضمون میں کھینچا گیا ہے۔

آجکل پاکستان میں اِس بات پر بڑا زور دیا جاتا ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت قائم ہونا چاہئے مگر عملی طور پر وہ اس کو قائم کرنا نہیں چاہتے کیونکہ اسلام جو کچھ بتاتا ہے اُس پر عمل کرنے کے لئے وہ لوگ تیار نہیں ہوتے۔ میں آج کے مضمون کے ذریعہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ہے وہ اسلامی حکومت جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں قائم کی اور یہ ہے وہ نظام جس کے متعلق قرآن کریم ہماری راہنمائی فرماتا ہے۔ اسلام نے نہریں بھی بنائی ہیں، قلعے بھی بنائے ہیں، مساجد بھی بنائی ہیں، مینار بھی بنائے ہیں، باغات بھی بنائے ہیں، بازار بھی بنائے ہیں۔ دیوانِ عام بھی بنائے ہیں اور دیوانِ خاص بھی بنائے ہیں مگر ان کے طریق اَور رکھے ہیں۔ آج میں اِنہی میں سے ایک چیز کو اس موقع پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے بتایا تھا کہ میں نے اپنے سفر میں دیوانِ عام بھی دیکھے جن میں بادشاہ اپنا دربار لگایا کرتے تھے اور عوام الناس آتے اور اپنی شکایات وغیرہ پیش کرتے۔ میں نے سوچا کہ یہ دیوانِ عام کیوں بنایا گیا تھا اور اس کی اغراض اور مقاصد کیا تھیں؟ جب میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہؤا کہ:

1- دیوانِ عام کے قیام کی پہلی غرض یہ ہؤا کرتی تھی کہ اس دیوان میں بادشاہ کے خاص قوانین کا اعلان کیا جائے جب بادشاہوں نے اپنی رعایا کے سامنے بڑے بڑے اعلان کرنے ہوتے تھے تو ہمیشہ دیوانِ عام میں ہی کیا کرتے تھے پس دیوانِ عام کی پہلی غرض بادشاہ کے خاص قوانین کا اعلان کرنا ہوتی تھی۔

2- اس کی دوسری غرض یہ ہؤا کرتی تھی کہ بادشاہ لوگوں کے سامنے آئے اور انہیں اپنا دیدار کرنے کا موقع دے اور ان کے متعلق انعام و اکرام کا اعلان کرے۔

3- دیوانِ عام کی تیسری غرض یہ ہؤا کرتی تھی کہ عوام کو فریاد پیش کرنے کا موقع دیا جائے اور ان کے مظالم کا اِنسداد کیا جائے۔

4- دیوانِ عام کی چوتھی غرض یہ ہؤا کرتی تھی کہ عوام کو اپنے مطالبات پیش کرنے کا موقع دیا جائے اور بادشاہ ان کی ضرورتیں پوری کرے۔ طریق یہ ہوتا تھا کہ بادشاہ دربارِ عام میں بیٹھتا تھا اور وزیر اعظم اُس کے اعلان سناتا تھا۔

مَیں نے دیکھا کہ وہ دیوانِ عام جو بادشاہوں کا بنایا ہؤا تھا وہ اب ویران اور برباد ہے اس کی عمارت موجود تھی مگر انگریزوں کے قبضہ میں تھی۔ خود ان بادشاہوں کی اولاد موجود تھی مگر اسے ٹکٹ حاصل کئے بغیر دیوانِ عام کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی وہ مارے مارے پھر رہے تھے اور کوئی انہیں پوچھتا تک نہیں تھا۔ اب بھی بعض شہزادے ایسے ہیں جو نہایت تکلیف کے ساتھ اپنی زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں حکومت موجود ہے مگر وہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی۔

پس میں نے سوچا کہ آیا اس کے مقابلہ میں قرآن کریم نے بھی کوئی دیوانِ عام پیش کیا ہے یا نہیں؟ اور اگر کیا ہے تو وہ کیا ہے؟ جب اس نقطہ نگاہ سے میں نے قرآن کریم پر غور کیا تو مجھے معلوم ہؤا کہ ہمارے خدا نے بھی ایک دیوانِ عام بنایا ہے جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کوئی دشمن اس پر قبضہ نہیں کر سکتا وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہے اور اسی کے قبضہ اور تصرف میں ہے۔ پہلے بادشاہوں کے دیوانِ عام ان کے ہاتھوں سے چھینے گئے، غیر قومیں آئیں اور ان پر قابض ہو گئیں۔ پہلے یہ دیوان عام انگریزوں کے پاس گئے اور اب ہندو حکومت قائم ہوئی تو اس کے پاس چلے گئے۔ گویا جن مزدوروں نے یہ دیوانِ عام بنایا تھا وہ اب حاکم ہیں اور حاکم مزدور۔ لیکن قرآن کریم جس دیوانِ عام کو پیش کرتا ہے اس میں نہ کوئی تبدیلی کر سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی مخالفانہ قبضہ کر سکتا ہے۔

محمد رسول اللہ کے تقرّر پر قرآنی دیوانِ عام سے اعلان

پھر میں نے دیکھا کہ مغل بادشاہ اور پٹھان بادشاہ اور دوسرے بادشاہ جب دیوانِ عام میں بیٹھتے تو وہ مثلاً یہ اعلان کرتے کہ ہم فلاں کو وزیر مقرر کرتے ہیں، فلاں کو گورنر مقرر کرتے ہیں، فلاں کو اپنا نائب مقرر کرتے ہیں اور پھر ساتھ ہی یہ کہتے کہ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ وفاداری سے حکومت کی خدمت بجالائے گا اور ہماری حکومت کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے اپنا تمام زور صَرف کر دیگا لیکن میں نے دیکھا کہ قرآن کریم جس دیوانِ عام کو پیش کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کسی گورنر یا خلیفۃ اللہ کے تقرر کا اعلان ہوتا ہے تو بجائے یہ کہنے کے کہ ہم امید کرتے ہیں تم ہماری حکومت کو مستحکم کرو گے اور ہماری طاقت بڑھانے میں حصہ لو گے بادشاہ یہ کہتا ہے کہ ہم تمہیں طاقت دیں گے، ہم تمہیں مستحکم کریں گے، ہم تمہارے رُعب کو قائم کریں گے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ پُرانے زمانہ کے بادشاہوں کے مقابلہ میں قرآن کریم میں بھی ایک دیوانِ عام لگایا گیا اور تمام پبلک کو مخاطب کر کے کہا گیا: إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا۔ فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا۔ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا۔ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا۔ (المزّمّل:16 تا 19)

اعلان ہوتا ہے کہ ہم اِس دنیا میں ایک خلیفہ مقرر کر رہے ہیں اور اعلان ان الفاظ میں ہوتا ہے کہ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا ہم تمہاری طرف ایک رسول بنا کر بھیج رہے ہیں شَاهِدًا عَلَيْكُمْ جو تم پر نگران رہے گا اور دیکھے گا کہ تم ہماری مرضی کے مطابق چلتے ہو یا نہیں۔ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا اور یاد رکھو کہ ہمارا اس کو گورنر بنا کر بھیجنا کوئی نئی چیز نہیں بلکہ پہلے بھی ہم اپنے گورنر بھیجتے رہے ہیں اور لوگ غلطی سے ان کا انکار کرتے رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی وہی غلطی کرو اور اُس انجام کو دیکھو جو پہلے لوگوں نے دیکھا فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ اُس وقت کے حاکم اور بادشاہ فرعون نے تکبر کیا اور موسیٰؑ کے ماننے سے اُس نے انکار کیا۔ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا اِس پر ہم نے اُس کو پکڑ

باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مومن کے لئے یہ بہت بڑا فکر کا مقام ہے کہ اپنے کل کی فکر کریں جہاں اعمال کا حساب ہونا ہے۔ غیر مومنوں کی طرح ہم صرف اس دنیا ہی کو سب کچھ نہ سمجھ لیں بلکہ حقیقی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر چلیں۔

انسان اگر یہ یقین رکھے کہ کوئی خبیر وعلیم بادشاہ ہے جو ہر قسم کی بدکاری، دغا، فریب، سستی وکاہلی کو دیکھتا ہے اوراس کا بدلہ دے گا تو وہ بچ سکتا ہے۔

اس یقین پر ہم قائم ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور پھر اس بات پر بھی یقین کہ وہ ہمارے ہر قسم کے دھوکے، فریب چاہے وہ ہم معمولی سمجھ کر تھوڑا سا منافع کمانے کے لئے کر رہے ہیں یا اپنے کام میں سستی دکھا رہے ہیں یا معاہدے کے مطابق اس نیّت سے جان بوجھ کر کام ختم نہیں کر رہے کہ شاید کسی کو دباؤ میں لا کر مزید مفاد اٹھا سکیں تو یاد رکھیں ایسی باتیں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔

انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دنیاوی معاملات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مومن کے لئے تقویٰ پر چلنے کا حکم ہے اور تقویٰ میں تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق بجالانا ضروری ہے۔

شیطان کا حملہ یا روحانی بیماری جو ہے جسمانی بیماری سے بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ بسا اوقات اس کے علاج کے لئے انسان تیار نہیں ہوتا۔ دوسرے توجہ دلائیں بھی کہ علاج کروالو تو اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔

یہ بات یقینی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو بھلاتے ہیں وہ آخر کار ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جہاں ان کا اخلاقی انحطاط بھی ہوتا ہے اور روحانی تنزل بھی ہوتا ہے اور آخر کار ذہنی سکون بھی جاتا رہتا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے عارضی فائدوں کی بجائے اپنے کل پر نظر رکھیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06 / مارچ 2015ء بمطابق 06 امان 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيکَ لَہٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوااللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ وَاتَّقُوااللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوااللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(الحشر:19-20)

یہ سورۃ حشر کی دو آیات ہیں جن کا ترجمہ اس طرح پر ہے کہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ یہی بدکردار لوگ ہیں۔

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہر برائی اور گناہ کی جڑ ان برائیوں اور گناہوں کو معمولی سمجھتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش نہ کرنا ہے یا ان پر توجہ نہ دینا ہے لیکن یہی بے احتیاطی پھر انسان کو بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے کیونکہ پھر انسان آہستہ آہستہ نیکیوں کو بھول جاتا ہے نیکی کے ان معیاروں کو بھول جاتا ہے جو ایک مومن کو حاصل کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کم ہو جاتا ہے۔ تقویٰ سے دوری ہو جاتی ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی پر کامل ایمان نہیں رہتا۔ گویا کہ ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والا عملاً ایمان کی شرائط سے دُور ہٹتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں پھر مومن نہیں رہتا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اسی طرف مومنوں کی توجہ دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بڑا زور دے کر فرمایا کہ صرف آج کی اور اس دنیا کی لہو ولعب کی دلچسپیوں کی، آراموں اور آسائشوں کی یا عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں سے تعلقات کی فکر نہ کرو بلکہ جو فکر کرنے والی چیز ہے وہ تمہاری کل ہے۔ تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا معیار اور اس کا تقویٰ اختیار کرنا تمہاری اصل ترجیح اور فکر ہونی چاہئے۔ تمہارا مرنے کے بعد کی زندگی اور حساب کتاب پر ایمان تمہاری فکر کا مرکز ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ ہوگا تو تبھی تمہاری حقیقی اخلاقی ترقی بھی ہوگی جو صرف سطحی اخلاق نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا مقصود لئے ہوئے ہوں گے۔ تمہاری روحانی ترقی اور یہ دعویٰ کہ میں مومن ہوں اسی وقت حقیقی ہوگا جب کل پر نظر ہوگی۔ تمہارا یقینی، بے غرض اور سچائی پر مبنی خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان بھی اُس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی ہوگا جب اپنے کل کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرو گے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو گے۔

جو پہلی آیت میں نے تلاوت کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور ہر یک تم میں سے دیکھتا رہے کہ مَیں نے اگلے جہان میں کونسا مال بھیجا ہے اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔ یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے۔ اس لئے وہ تمہارے کھوٹے اعمال ہرگز قبول نہیں کرے گا۔‘‘

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 225-226)

پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہم میں سے ہر ایک کو بڑے غور اور کوشش سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ہم اپنے اعمال پر نظر رکھیں۔ ان باتوں پر نظر رکھیں جو ہماری کل سنوارنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے دلوں کی پاتال تک نظر رکھنے والا ہے اور اسے ہمارا سب

علم ہے اس کو صرف ان باتوں سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا جو سطحی باتیں ہیں بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کھوٹے کھرے کی تمیز کرتا ہے۔ کھوٹے اعمال وہ قبول نہیں کرے گا۔ پس ایک مومن کے لئے یہ بہت بڑا فکر کا مقام ہے کہ اپنے کل کی فکر کریں جہاں اعمال کا حساب ہونا ہے۔ غیر مومنوں کی طرح ہم صرف اس دنیا ہی کو سب کچھ نہ سمجھ لیں بلکہ حقیقی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر چلیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: دنیا و عقبیٰ میں کامیابی کا ایک گُر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ انسان کل کی فکر آج کرے۔ اس سے دنیا میں بھی سنوار پیدا ہوگا اور آخرت کی زندگی میں بھی سنوار پیدا ہوگا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ”قرآن پاک کی تعلیم وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ پر عمل کرنے سے انسان نہ صرف دنیا میں کامران ہوتا ہے بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سرخرو ہوگا۔ ہم کبھی آخرت کے لئے سرمایۂ نجات جمع نہیں کر سکتے جب تک آج ہی سے اس دارالقرار کے لئے تیاری نہ شروع کر دیں۔“

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 66-67)

اس حوالے سے مَیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آیت نکاح کے خطبے میں بھی ہم پڑھتے ہیں۔ یہ نکاح کے خطبے میں پڑھی جانے والی آیات میں سے سب سے آخری آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے خطبہ میں پڑھی جانے والی آیات میں مختلف امور کی طرف توجہ دلا کر کہ اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔ اس بندھن کے ساتھ جو ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں ان کا بھی خیال رکھو۔ سچائی اختیار کرو۔ سچائی پر قائم رہو گے تو اس کے ذریعہ سے نیک اعمال کی اور رشتے نبھانے کی توفیق ملتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر چلو اس میں تمہاری کامیاب زندگی ہے۔ پھر مزید زور دیا کہ اگر کل پر نظر رکھو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر بھی نظر رہے گی۔ اب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بیشمار احکامات ہیں جو عائلی معاملات کو خوبصورت بنانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر انسان غور کرے تو اس کا فائدہ انسان کو ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول نے یہ فرمایا کہ دنیا بھی سنور جائے گی اور عقبیٰ بھی سنور جائے گی۔ اس دنیا میں گھریلو زندگی بھی جنت نظیر بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے سے آخرت کے انعامات بھی ملیں گے۔ پھر صرف اپنی ذات تک ہی نہیں بلکہ اس وجہ سے اولاد بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوگی۔ گویا صرف اپنی کل نہیں سنوار رہے ہوں گے بلکہ اگلی نسل کی کل کی بھی ایک حقیقی مومن ضمانت بننے کی کوشش کرے گا۔ بلکہ ضمانت بن جاتا ہے کہ عموماً پھر آئندہ نسل بھی نیکیوں پر قدم مارنے والی ہوگی۔

پس اگر وہ گھر یا وہ خاندان جو اپنے گھروں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر برباد کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر غور کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے بن جائیں تو نہ صرف اپنے گھروں کے سکون کے ضامن ہو جائیں گے، اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور ان کو تقویٰ پر چلنے کی طرف رہنمائی کرنے والے بھی بن جائیں گے اور ان کی زندگیاں سنوارنے والے بھی بن جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ پس ایسے گھروں کو جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر صرف دنیاداری کی خاطر اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہیں سوچنا اور غور کرنا چاہئے۔ اگلی نسلیں صرف آپ ہی کی اولاد نہیں ہیں بلکہ جماعت اور قوم کا بھی سرمایہ ہیں۔ ان کو صحیح راستے دکھانا ماں باپ کا کام ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ماں باپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق چلانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ تو ایک پہلو ہے جس کی طرف ہر مومن کو اللہ تعالیٰ نے کوشش کرنے کی طرف اور عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے تا کہ اپنی اور بچوں کی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔ ہماری زندگی میں بیشمار ایسے مواقع آتے ہیں جب ہم تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ آخرت پر نظر نہیں رکھتے۔ اس دنیا کے وسائل اور ضروریات کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ دنیا کے سہاروں کو اللہ تعالیٰ کے سہاروں پر لاشعوری طور پر ترجیح دیتے ہیں۔ پھر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے، نااہلیوں کی وجہ سے، سستیوں کی وجہ سے اس دنیا کے مستقبل کو بھی برباد کرتے ہیں۔ اس دنیا میں جو اپنی کل ہے اس کو بھی برباد کرتے ہیں اور اگلے جہان کی کل کو بھی نظرانداز کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس کے کتنے بھیانک نتائج نکل سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک دفعہ مختصر الفاظ میں یوں توجہ دلائی کہ ”مومن کو چاہئے کہ جو کام کرے اس کے انجام کو پہلے سوچ لے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا“۔ فرماتے ہیں کہ ”انسان غضب کے وقت قتل کر دینا چاہتا ہے۔ گالی نکالتا ہے۔ مگر سوچے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس اصل کو مدنظر رکھے تو تقویٰ کے طریق پر قدم مارنے کی توفیق ملے گی۔“ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 67)

اگر ہم دیکھیں تو تمام برائیاں اور تمام گناہ اس لئے سرزد ہوتے ہیں کہ ان کے کرتے وقت ہمارے دماغ میں ایک خنّاس سمایا ہوتا ہے، شیطان گھسا ہوتا ہے۔ نتائج سے بے پرواہ ہو کر کام ہوتا ہے۔ بہت شاذ ایسا ہوتا ہے کہ قتل و غارتگری کرنے والے یا گناہ کرنے والے اقرار کر کے خود اپنے آپ کو اس کے نتائج بھگتنے کے لئے پیش کر دیں۔ ایسے لوگوں کے جنون کی کیفیت جو خود ہی پیش کرتے ہیں تقریباً مستقل کیفیت ہوتی ہے۔ باقی ہر عقل والا، عام عقل والا انسان جب اس جنونی کیفیت سے باہر آتا ہے تو اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ عادی مجرموں کا معاملہ تو اَور ہے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی بات نہیں فرما رہا جو عادی لوگ ہیں یا بالکل پاگل ہیں بلکہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو فرماتا ہے کہ مومن کی نشانی کل پر نظر رکھنا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ نتائج پر یا کل پر نظر رکھنے کا خیال کس طرح پیدا ہو، کس طرح نظر رکھی جائے۔ اس کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ ”اس بات پر ایمان رکھے کہ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ۔ جو کام کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ انسان اگر یہ یقین رکھے کہ کوئی خبیر و علیم بادشاہ ہے جو ہر قسم کی بدکاری، دغا، فریب، سستی اور کاہلی کو دیکھتا ہے اور اس کا بدلہ دے گا تو وہ بچ سکتا ہے“۔ آپ نے فرمایا ”ایسا ایمان پیدا کرو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے فرائض نوکری، حرفہ، مزدوری وغیرہ میں سستی کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے رزق حلال نہیں رہتا“۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 67-68)

یعنی دنیاوی معاملات میں بھی جو سستی کرتے ہیں اور ان کا حق ادا نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے بھی اپنی کل کو برباد کر لیا اور اپنا رزق جو انہوں نے حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں رہا۔ یہ دھوکے کا رزق ہے۔

پس یہ آیت جو اپنے کل پر نظر رکھنے کی طرف توجہ دلا رہی ہے بڑی وسعت رکھتی ہے اور ہر قدم پر ایک حقیقی مومن کے پاؤں پکڑ کر کسی بھی معمولی کمزوری اور گناہ کی طرف بڑھنے سے روکتی ہے۔

پس یہ یقین ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس یقین پر ہم قائم ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور پھر اس بات پر بھی یقین کہ وہ ہمارے ہر قسم کے دھوکے، فریب چاہے وہ ہم معمولی سمجھ کر تھوڑا سا منافع کمانے کے لئے کر رہے ہیں یا اپنے کام میں سستی دکھا رہے ہیں یا معاہدے کے مطابق اس نیّت سے جان بوجھ کر کام ختم نہیں کر رہے کہ شاید کسی کو دباؤ میں لا کر مزید مفاد اٹھا سکیں تو یاد رکھیں ایسی باتیں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کو پسند نہیں تو پھر جیسا کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی فرمایا کہ اس کا بدلہ ہوگا اور اس کا بدلہ پھر سزا کی صورت میں ہی ہے۔

پس مومن کو کل پر نظر رکھنے کا کہہ کر اپنے معمولی گھریلو معاملات سے لے کر اپنے معاشرتی، کاروباری، ملکی، بین الاقوامی تمام معاملات میں تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلا دی اور جو تقویٰ پر نہیں چلتا وہ پھر اس بات کو بھی ذہن میں رکھے کہ ایسا انسان خدا کی پکڑ میں آئے گا۔ انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دنیاوی معاملات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مومن کے لئے تقویٰ پر چلنے کا حکم ہے اور تقویٰ میں تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق بجا لانا ضروری ہے۔ انسان بعض دفعہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی نقصان کے ابتلا سے بچنے کی کوشش کروں۔ مالی منفعت حاصل کر لوں چاہے جو بھی ذریعہ اپنایا جائے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسا طریق جس سے دھوکہ دے کر فائدہ حاصل کیا جائے دین سے اور ایمان سے دُور لے جانے والا ہے اور یہ بظاہر دنیاوی معاملہ دینی ابتلا بن جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ آہستہ آہستہ دین اور خدا سے دُور لے جاتا ہے۔ اس لئے ایک مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا ابتلا دنیاوی ابتلاؤں سے بہت زیادہ ہے جس کے نتیجہ میں دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔

پس ہمیں اس سوچ کے ساتھ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور ہر کام کے انجام پر نظر رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی میرے ہر کام پر نظر ہے۔ یہ سوچ جب پیدا ہو جائے تو مومن ایک حقیقی مومن بن جاتا ہے یا بننے کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس معیار کو دیکھنے کے لئے کسی جماعتی یا ذیلی تنظیم کے رپورٹ فارم کو دیکھنے اور اس پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک شخص خود اپنے جائزے لے سکتا ہے کہ کیا یہ اس کے معیار ہیں کہ ہر کام کرنے سے پہلے اسے یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ میرے اس کام کو دیکھ رہا ہے۔ اگر میں نیک نیّتی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا کئی گنا جزا کا بھی وعدہ ہے، اجر کا بھی وعدہ ہے۔ اور اگر نیت بد ہے تو پھر انسان کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں بھی آ سکتا ہوں۔ جب ہم میں سے ہر ایک ایسی سوچ کے ساتھ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرے گا اور اس کے لئے کوشش کرے گا تو جماعت کے جو تقویٰ کے عمومی معیار ہیں وہ بھی بلند ہوں گے اور یہ تقویٰ کا معیار بلند ہوتا ہوا جماعتی طور پر بھی خود بخود نظر آنا شروع ہو

جائے گا۔ نہ تربیت کے شعبے کے لئے مشکلات اور مسائل ہوں گے، نہ امورِ عامہ اور قضاء کے شعبے کے لئے مسائل، نہ ہی دوسرے شعبوں کو یاد دہانیوں کی ضرورت اور فکر پڑے گی۔

پس اپنے دلوں کو ہر وقت صبح شام ٹٹولتے رہنا چاہئے اور شیطان کے حملوں سے نفس کو بچانے کی انتہائی کوشش کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں خیال آتے تو یہ شیطان کی وجہ سے ہی نہیں آتے۔ اس بات کو بھلانے میں شیطان ہی کردار ادا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھلایا جائے تو شیطان ہی ہے جو کردار ادا کرتا ہے۔ کل کی اگر فکر نہ ہو تو وہ شیطان ہی ہے جو بھلاتا ہے۔ یہ شیطان ہی ہے جو یہ کہتا ہے اس بات کو بھول جاؤ کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اگر ہم جائزہ لیں کہ اکثر اس بات کو نہیں سوچتے کہ میرے کام کو خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے خون کے ساتھ اس کے جسم میں چلتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاعتکاف باب زیارۃ المرأۃ زوجھا فی اعتکافہ حدیث نمبر 2038)

بہت سی بیماریاں انسان کو اس لئے نقصان پہنچاتی ہیں کہ وہ خون میں گردش کر رہی ہوتی ہیں۔ آہستہ آہستہ بڑھتی ہیں اور ایک وقت میں آ کر جسم پر بہت زیادہ اثر ڈالنا شروع کر دیتی ہیں۔ کسی وجہ سے انفیکشن ہو جاتا ہے اور اس کا اثر ہو جاتا ہے تو انسان کو شروع میں پتا نہیں چلتا کہ بیماری نے حملہ کر دیا ہے۔ بلکہ بہت ہی کوئی محتاط ہو، ذرا سی کسل مندی کے بعد وہ ڈاکٹر کے پاس جائے بھی تو ابتدائی حالت میں بعض ڈاکٹروں کو بھی پتا نہیں چلتا کہ بیماری اندر ہے، خون میں گردش کر رہی ہے۔ اور یہ بیماریاں آتی ہیں جیسا کہ میں نے کہا فضا میں بعض دفعہ جراثیم ہوتے ہیں ایک دوسرے سے بیماریاں لگتی ہیں اور آج بھی ہم دیکھتے ہیں بہت ساری وبائیں پھیلی ہوئی ہیں جن کا شروع میں پتا نہیں لگتا۔ آہستہ آہستہ جب پھیل جاتی ہیں تب پتا لگتا ہے۔ لیکن آجکل کے زمانے میں جو سب سے خطرناک چیز ہے وہ اس زمانے میں روحانی بیماریاں ہیں۔ اور روحانی بیماریوں کی تو فضا میں بھرمار ہوئی ہوئی ہے اور انسان کو پتا نہیں لگتا کہ کس وقت شیطان ہمارے خون میں چلا گیا ہے اور روحانی بیماری کو بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ لیکن شیطان کے خون میں گردش کرنے سے جو بیماری آتی ہے وہ جسمانی بیماری کی نسبت اس لحاظ سے زیادہ خطرناک ہے کہ جسمانی بیماری سے جسم پر اثرات پڑنے شروع ہوتے ہیں۔ جسم ٹوٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ کسل مندی کی کیفیت ہو جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ مزید تکلیف بڑھتی ہے۔ انسان خود محسوس کرتا ہے اور ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں مجھے دوائی دو۔ لیکن روحانی بیماری خطرناک اس وجہ سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے انسان دُور ہٹتا ہے اور شیطان کے حملے کے نیچے آ جاتا ہے تو تب بھی خود کو بیمار محسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو اچھا ہی سمجھتا ہے۔ لیکن جب اس کے دوستوں، اس کے ہمدردوں کو پتا چلتا ہے کہ یہ بیمار ہے تو وہ اس کو سمجھاتے ہیں۔ جو بیماری کی انتہا کو پہنچ جائیں وہ دوستوں کے کہنے پر بھی خود کو بالکل ٹھیک سمجھتے ہیں اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میرے دوست مجھے غلط کہہ رہے ہیں۔

پس شیطان کا حملہ یا روحانی بیماری جو ہے جسمانی بیماری سے بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ بسا اوقات اس کے علاج کے لئے انسان تیار نہیں ہوتا۔ دوسرے توجہ بھی دلائیں کہ علاج کروا لو تو اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔

پس ایک مومن کو اس سے پہلے کہ بیماری حملہ کرے اپنے جائزے لیتے ہوئے حفظ ماتقدم کے عمل کو شروع کر دینا چاہئے اور اس معاشرے میں جیسا کہ میں نے کہا کہ روحانی بیماریاں مستقل فضا میں پھیلی ہوئی ہیں اس لئے اپنے آپ کو بچانے کے لئے مستقل عمل کی بھی ضرورت ہے یا مستقل علاج کی بھی ضرورت ہے۔ حفظ ماتقدم کی ضرورت ہے اور یہی ایک حقیقی مومن کے لئے ضروری ہے اور اس کو چاہئے کہ وہ اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مومن کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف سے خالی نہیں ہوتا اور نہ ہونا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آپ جب بھی رات کو اُٹھتے تو نہایت عجز اور انکسار سے دعائیں کرتے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی اسی حالت کو دیکھ کر عرض کیا کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ معاف کر دیا ہے۔ آپ کو اتنے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اتنی خشیت سے اپنے لئے دعائیں کیوں کرتے ہیں؟ اپنے لئے اتنی خشیت کیوں ہے؟ (صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب لیغفرلک ما تقدم من ذنبک وما تأخر...... حدیث نمبر 4837) بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی فرمایا تھا جیسا کہ مَیں نے کہا کہ انسان کے خون میں شیطان ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین و احکامھم باب تحریش الشیطان و بعثہ ...... حدیث نمبر 7108) یعنی کسی روحانی بیماری کے حملہ آور ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ میری نجات بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ مجھے بھی ہر وقت اس کی طرف جھکے رہنے کی ضرورت ہے۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سب کے باوجود اس قدر خشیت کا اظہار کرتے ہیں تو پھر اور کون ہے جو کہہ سکے کہ مجھے ہر وقت ہر کام میں کل پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں اور کام کر کے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس ہر وقت ہشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے کاموں اور اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم مانگنے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت یہ خیال دل میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ میں نے اپنے ایمان کو کس طرح بچانا ہے۔ اور اس کی طرف جو اگلی آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا کیونکہ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے آپ سے غافل کر دے گا۔

جیسا کہ مَیں نے مثال دی ہے کہ روحانی بیماری والے اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھتے بلکہ ان کے ہمدرد جب ان کو بیمار سمجھ کر ان کا علاج کروانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ الٹا ان ہمدردوں کو بیمار اور پاگل سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ گویا روحانی بیماری ان کو اپنے نفس کی حالتوں کو دیکھنے سے بالکل لاپرواہ کر دیتی ہے اور پھر نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں نکلتا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ عموماً انسان خدا تعالیٰ کو تین طریقوں سے بھلاتا ہے یا یہ تین قسم کے لوگ ہیں جو ہمیں عموماً دنیا میں نظر آتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے دُور ہیں یا دُور ہوتے ہیں۔

ایک تو وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے وجود کے انکاری ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل کی بہت بڑی تعداد اسی نظریے پر قائم ہے جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا کہتے ہیں۔ اپنی تعلیم پر بڑا زعم ہے اور یہ لوگ میڈیا اور انٹرنیٹ اور مختلف طریقوں سے نوجوانوں اور کچے ذہنوں کو اپنے خیالات سے زہر آلود کرتے رہتے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی اور سچا ایمان تمام طاقتوں والے خدا پر نہیں ہے جس کے سامنے انہیں ایک دن پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ ایمان ہے یا اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک خدا ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا ہے اور اس کے تابع ایک نظام چل رہا ہے لیکن پھر بھی اس کے کہنے پر عمل نہیں ہے۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو دنیاوی بکھیڑوں میں اس قدر ڈوب گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو بھول گئے ہیں۔ کبھی خیال آ جائے تو نماز بھی پڑھ لیں گے، دعا بھی کر لیں گے لیکن کوئی باقاعدگی نہیں ہے۔ اس طرف توجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو بھلاتے ہیں وہ آخرکار ایسی حالت کو پہنچ جاتے ہیں جہاں ان کا اخلاقی انحطاط بھی ہوتا ہے اور روحانی تنزل بھی ہوتا ہے اور آخرکار ذہنی سکون بھی جاتا رہتا ہے۔ وہ سمجھتے تو یہ ہیں کہ دنیا کے کاموں میں ان کے فوائد ہیں۔ اس لئے یہ تو پہلے کرو۔ خدا تعالیٰ کے حق بعد میں ادا ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ دنیاوی منفعت میں بظاہر انہیں فوری آرام اور آسائش نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ پھر اللہ تعالیٰ ایسا سلوک کرتا ہے کہ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا اور ایسے لوگ کبھی ذہنی سکون نہیں پاتے۔

پس مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر حقیقی تقویٰ تمہارے اندر ہے اور تم مومن ہو، خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتے ہو، اس کی وحدانیت پر ایمان و یقین ہے تو پھر ان شرائط کے مطابق اپنی زندگی بسر کرو جن کے مطابق زندگی بسر کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنے ہر کام کے انجام کو دیکھو اور اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ تمہارے ہر عمل اور فعل کو دیکھ رہا ہے اور جب انسان کی ایسی سوچ ہو تو پھر ہر کام کرنے کا انداز ہی بدل جاتا ہے اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل بھی مجھ پر بڑھ رہے ہیں۔

مجھے یاد ہے جب مَیں کینیا میں دورے پر گیا ہوں تو وہاں کے ایک پرانے سیاستدان تھے جو

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ایک reception میں وہاں ملے۔ کہنے لگے کہ مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ملا ہوں۔ انہوں نے مجھے ایک نصیحت کی تھی جس کا مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے اور وہ نصیحت یہ تھی کہ تم ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کے پاس تمہاری تمام باتوں کا ریکارڈ بھی ہے۔ اب مجھے یاد نہیں کہ مسلمان تھے یا عیسائی، غالباً عیسائی تھے۔ اگر ان کو فائدہ ہوسکتا ہے تو ایک حقیقی مومن جس کو خاص طور پر خدا تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے اس کو کس قدر فائدہ ہوگا کہ اپنے کام کے انجام پر نظر رکھے اور ہمیشہ یہ یاد رکھے کہ علیم و قدیر خدا میرے ہر کام اور ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور اسی وجہ سے میں نے اپنے ہر کام کو اس کی رضا کے لئے کرنا ہے۔ اگر یہ سوچ نہیں ہوگی، خدا تعالیٰ کو بھول جاؤ گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاسقوں میں شمار ہوگے۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہاں فاسق کہہ کر ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو واضح کر دیا کہ اگر تقویٰ پر نہیں چلتے۔ اپنے کل کی فکر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلتے تو پھر فاسقوں میں شمار ہوگا اور فاسق وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو توڑنے والے ہیں۔ جو گناہوں میں مبتلا رہنے والے ہیں۔ جو اطاعت سے نکلنے والے ہیں۔ جو سچائی سے دُور ہٹنے والے ہیں۔ پس اگر ہم اپنے جائزے نہیں لیتے، اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار پر پرکھنے کی کوشش نہیں کرتے تو بڑے خوف کا مقام ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جن کی نسبت فرمایا کہ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یعنی جنہوں نے اس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدّوس خدا کو چھوڑ دیا اور اپنی شرارتوں، چالاکیوں، ناعاقبت اندیشیوں، غرض قسم قسم کے حیلہ سازیوں اور رُوبہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔“ (روبہ بازیوں کا مطلب ہے جو لومڑیوں کی طرح چالاکیاں کرتے ہیں۔ اردو میں محاورہ ہے لومڑی کی طرح بڑا چالاک ہے۔)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں۔ دشمن بھی ہوتے ہیں مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہ ہو“ (یعنی خدا تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھتا ہے اور وہ اسے دوستوں پر بھی اور فائدہ مند چیزوں پر بھی مقدم رہتا ہے۔

پھر فرمایا ”دوست پر بھروسہ ہو۔ ممکن ہے وہ دوست مصیبت سے پیشتر دنیا سے اٹھ جاوے یا اور مشکلات میں پھنس کر اس قابل نہ رہے (کہ کام آئے۔ پھر) حاکم پر بھروسہ ہو تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اس سے نہ پہنچ سکے اور ان احباب اور رشتہ داروں کو جن سے امید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دیں گے اللہ تعالیٰ اس ضرورت کے وقت ان کو اس قدر دُور ڈال دے کہ وہ کام نہ آسکیں۔“

فرمایا کہ ”پس ہر آن خدا (تعالیٰ) سے تعلق نہ چھوڑنا چاہئے جو زندگی، موت کسی حالت میں ہم سے جدا نہیں ہوسکتا“۔ (زندگی اور موت میں خدا تعالیٰ کا ہی ساتھ ہے۔)

فرمایا کہ ”پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دکھوں سے محفوظ نہ رہ سکو گے اور سکھ نہ پاؤ گے بلکہ ہر طرف سے ذلّت کی مار ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ ذلّت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آ جاوے۔ ایسے لوگ جو خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں؟ وہ فاسق، فاجر ہوتے ہیں۔ ان میں سچا اخلاص اور ایمان نہیں ہوتا۔ یہی نہیں کہ وہ ایمان کے کچے ہیں۔ نہیں۔ ان میں شفقت علی خلق اللہ بھی نہیں ہوتی!“ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 68)۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے شفقت بھی نہیں کرتے۔ یعنی نہ خدا کے حقوق ادا کرتے ہیں نہ بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے عارضی فائدوں کی بجائے اپنے کل پر نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ کے ساتھ ایک میٹنگ میں مربی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

’نمازوں پر حاضری بڑھانے کے لئے نیشنل سیکرٹری تربیت، قائد تربیت، مہتمم تربیت اور دوسری جماعتوں اور مجالس کے شعبہ کا گراس روٹ لیول پر کام کرنا ضروری ہے اور نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلائیں......‘(الفضل انٹرنیشنل 14 نومبر 2014ء)

بقیہ: یومِ تاسیس جماعت احمدیہ از صفحہ 13

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں“۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 49)

پھر اسی علّام الغیوب خدا سے خبر پا کر آپؑ نے یہ اعلان فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

پھر آپؑ نے بڑے جلال اور تحدّی سے الٰہی وعدوں اور خدائی نصرتوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے علی الاعلان فرمایا کہ:

”دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سِلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں“۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 182)

یہ ساری بشارتیں جن کا مرکزی نقطہ تائید و نصرت الٰہی ہے بڑی شان سے دن رات پوری ہو رہی ہیں۔ ہر آنے والا دن احمدیت کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آثار روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔ فتح اسلام کا دلربا نقشہ ہماری نظروں کے سامنے روز بروز کھلتا چلا جا رہا ہے۔ کاروان احمدیت جس کا آغاز صرف چالیس افراد سے ہوا، آج اس کی تعداد کروڑہا تک جا پہنچی ہے۔ اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں بڑھ رہی ہے۔ دنیا کا کوئی معروف ملک نہیں جہاں یہ شجر احمدیت نہ لگ چکا ہو۔ شجرۂ طیبہ کی طرح اس کی جڑیں اکناف عالم میں خوب مضبوطی سے پیوست ہیں۔ جبکہ اس کی شاخیں شش جہات میں سایہ فگن ہیں۔ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پی رہی ہے اور رنگ و نسل کی تمیز سے بے نیاز، شجر احمدیت کی گھنی چھاؤں تلے شانہ بشانہ خدمت اسلام میں مصروف ہے۔ ساری دنیا میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں جماعت احمدیہ ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔ تعلیمی و طبی خدمات کے میدانوں میں بے لوث خدمت انسانیت کرنے والی اس جماعت کی خدمات کا برملا اعترف کیا جاتا ہے۔ اکناف عالم میں ہزاروں مساجد کی تعمیر کا اعزاز اس جماعت کو حاصل ہے۔ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی خوش بختی اور سعادت بھی اس جماعت کو حاصل ہے۔ اس طرح یہ بشارت الٰہی کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ دن رات پوری ہو رہی ہے۔ مسیح پاک کے کپڑوں سے بادشاہوں کے برکت پانے کا نشان بارہا پورا ہو چکا ہے۔ گیمبیا، نائیجیریا اور بینن کے متعدد بادشاہ اور حکمران یہ سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ علم اور معرفت میں کمال حاصل کرنے کے میدان میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ، پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی امتیازی مثال ہیں۔ تائید و نصرت الٰہی کے نشانوں کا کوئی شمار نہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر دن احمدیت کی ترقی کا پیغام لے کر طلوع ہوتا ہے اور عالم احمدیت پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 مارچ 2010ء صفحہ 9 [تحریر مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ لندن])

جماعت احمدیہ کے شاندار مستقبل کے بارے میں سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے کس تحدّی کے ساتھ فرمایا ہے کہ

”اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا وے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔...... مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے“۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534

BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

ترتیب قرآن کریم

> ’’قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اور سچا فلسفہ ہے۔اس میں ایک نظام ہے......۔
> جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے،اس پر پورا غور نہ کیا جاوے،
> قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔‘‘
> (ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔الحکم جلد5 نمبر12 مورخہ 31مارچ1901ء)

(شہاب احمد۔ مربی سلسلہ)

قرآن مجید کا ایک ایک لفظ ،آیات اور سورتوں کے لحاظ سے باہم ایک غیر منفک ربط رکھے ہوئے اور حسن و جمال کا پیکر ہے۔ظاہری اور باطنی لحاظ سے مربوط اور منظّم عبارت ہی کلام الٰہی ہونے کی زبردست دلیل ہے۔قرآن مجید کے بیان میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ کوئی سطحی الفاظ نہیں بلکہ ایک ایک لفظ وسیع معانی پر محیط ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے آغاز ، اس کی تکمیل کے جملہ مراحل اور پھر اختتام کا نہایت مسلسل اور مربوط طور پر ذکر فرمایا ہے ۔ اسی طرح ہر ایک مقام پر الفاظ اور تراکیب کا چناؤ بھی اپنی مثال آپ ہے جو ادنیٰ سا تدبر کرنے والے کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے اور دل قرآن کریم کے گہرے مضامین پر غور وفکر کرکے اس کے نازل کنندہ خدائے علیم وحکیم کی وسعتِ علمی اور حکمت کے ترانے گانے لگ جاتا ہے۔

قرآن کریم کے منظّم ہونے کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’قرآن کریم کے اندر یہ کمال پایا جاتا ہے جو مستقلاً، مسلسل، بغیر استثناء کے شروع سے آخر تک چلتا ہے اور وہ یہ کمال ہے کہ اس میں ایک بطن نہیں بلکہ بہت سے بطون ہیں۔یعنی ایک سطح معنوں کی چلتی ہے اور اس کے نیچے پھر ایک اَور معنوں کی سطح چلتی ہے اور اس طرح ظاہری سطح کے نیچے باطن میں مختلف مضامین کے دھاگے ایک دوسرے سے بندھے ہوئے آگے چلتے جاتے ہیں۔ان کو بطون کہا جاتا ہے۔یعنی پیٹ کے اندر قرآن کریم کے بہت سے مضامین مخفی ہیں اور جس طرح ظاہری مضامین کا ایک ربط ہوتا ہے، اسی طرح باطنی مضامین کا بھی ربط ہے جو ایک آیت کے مضمون کو دوسری آیت کے مضمون سے ملاتا چلا جاتا ہے۔‘‘

(خطبات طاہر (عیدین) صفحہ 474۔ خطبہ عیدالاضحیٰ فرمودہ 3جولائی1990ء)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ قرآن مجید کے الفاظ و مضامین کے اپنی اپنی جگہ ابلغ واحسن اور باربط ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اِنَّمَا یَقُوْمُ الْکَلَامُ بِھٰذِہ الْاَشْیَاءِ الثَّلَاثَۃِ: لَفْظٌ حَاصِلٌ وَ مَعْنٰی بِہٖ قَائِمٌ، وَرِبَاط لَّھُمَا نَاظِمٌ۔ وَاذَا تَأمَّلْتَ الْقُرْآنَ وَجَدْتَ ھٰذہِ مِنْہُ فِیْ غَایَۃِ الشَّرَفِ وَالْفَضِیْلَۃِ حَتّٰی لَا تَرٰی شیئًا مِن الْاَلْفَاظ اَفْصَحَ وَلَا اَجْزَلَ وَ لَا اَعْذَبَ مِنْ اَلْفَاظِہٖ وَلا تَرٰی نَظمًا اَحْسَنَ تَأْلِیْفًا وَاَشَدُّ تَلَاؤُمًا و تَشَاکُلاً مِنْ نَظمِہٖ ۔

(الاتقان فی علوم القرآن۔ النوع الرابع والسّتون فی اعجاز القرآن)

یعنی کلام کے بنانے میں تین چیزیں ہوتی ہیں ۔ ایک وہ لفظ جو موجود ہوتا ہے، دوسرا وہ معنی جو اس لفظ کے ساتھ قائم ہو اور تیسرا ربط دینے والا امر جو اس لفظ اور معنی دونوں میں باہم ربط اور ترتیب کو قائم رکھتا ہے۔اب اگر غور سے دیکھو گے تو اس میں یہ امور نہایت اعلیٰ اور عمدہ حالت میں نظر آئیں گے۔یہاں تک کہ قرآن کے الفاظ سے بڑھ کر فصیح ،زوردار اور شیریں تر الفاظ مل ہی نہ سکیں گے اور اس کی ترتیب سے زیادہ اچھی ترتیب رکھنے والا ، ربط کے لحاظ سے اس سے زیادہ مضبوط باہمی جوڑ اور مناسبت رکھنے والا کوئی کلام نہیں۔

لفظ’’قرآن‘‘ کی لُغوی تحقیق

قَرَءَ الْکِتَابَ کا معنی ہے: نَطَقَ بِالْمَکْتُوْبِ فِیْہِ اَوْ اَلْقَی النَّظْرَعَلَیْہِ وَطَالَعَہٗ۔

(المفردات فی غریب القرآن۔زیر لفظ قرءَ)

یعنی کتاب میں جو عبارت لکھی ہو اسے باآواز پڑھا یا محض اس پر نظر ڈالتے ہوئے خاموشی سے اس کا مطالعہ کیا۔

’’اَلْقِرَاءَۃُ ضَمُّ الْحُرُوْفِ وَالْکَلِمَاتِ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ فِی التَّرْتِیْل ۔وَلَیْسَ یُقَالُ ذٰلِکَ لِکُلِّ جَمْعٍ، لَا یُقَالُ ’’قرأتُ القَوْمَ‘‘:اِذَا جَمَعْتَھُمْ۔‘‘

(المفردات فی غریب القرآن۔زیر لفظ قرءَ)

یعنی حروف وکلمات کو باہم ایک باقاعدہ مستحکم ترتیب میں اکٹھا کرنے اور باہم ملانے کو القراء ۃ کہتے ہیں۔ لیکن ہر قسم کی چیز کے جمع کرنے کو القراء ۃ نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً قوم کے لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کیلئے لفظ قَرَءَ استعمال نہ ہوگا۔

اس لغوی بحث کے مطابق’’اَلْقُرآنُ‘‘(جو کہ قرءَ کا مصدر ہے) کا معنی ہوا: کلام کو ایک باقاعدہ اور مستحکم ترتیب سے جمع کرنا اور اس کے اجزاء میں باہم ربط رکھنا۔

خدائے علیم وحکیم نے اپنی اس اکمل اور آخری کتاب کی پہلی وحی کا آغاز ہی اِقْرَءْ کے لفظ سے فرمایا ہے جو قَرَءَ سے فعل امر کا صیغہ ہے۔لغاتِ عرب کی مندرجہ بالا بحث کے مطابق اِقْرَءْ کے معنی یہ بنیں گے کہ اے ہمارے مخاطب !اس وحی کو ایک اعلیٰ درجہ کی مستحکم ترتیب سے اور اس کے اجزاء کے باہم مربوط ہونے کی صورت میں جمع کر اور اس کی تلاوت جہراً بھی کر اور سرّاً بھی کر۔

نزول وحیِ الٰہی

’’کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِمَّا یَأتِیْ عَلَیْہِ الزَّمَانُ وَھُوَ یَنْزِلُ عَلیْہِ السُّوَرُ ذَوَاتَ الْعَدَدِ۔ فَکَانَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ الشَّیْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ کَانَ یَکْتُبُ عِنْدَہٗ فَیَقُوْلُ ضَعُوْا ھٰؤلاءِ الْآیَاتِ فِی السُّوْرَۃِ الَّتِی یُذْکَرُ فِیْھَا کَذَا وَکَذَا---‘‘

(جامع الترمذی۔ابواب التفسیر۔تفسیر سورۃ التوبۃ)

(مسند احمد بن حنبلؒ۔جلد1 صفحہ 57۔مسند عثمان بن عفانؓ)

یعنی جب بھی کوئی سورۃ یا آیت نازل ہوتی تو آنحضور ﷺ کسی لکھنے والے کو بلاتے جو آپ کے سامنے اس وحی کو لکھتا۔اور آپ اپنے سامنے وہ حصہ وحی لکھواتے اور دائمی ترتیب جمع کے مطابق اس کی جگہ بھی بتاتے۔

قرآن کریم کی دائمی ترتیب جمع

قرآن مجید دیگر کئی پہلوؤں کے علاوہ اس اعتبار سے بھی تمام الٰہی کتب سے منفرد و بالا ہے کہ اس کی ترتیبِ نزول اَور ہے اور دائمی ترتیبِ جمع اَور ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے دنیا کو ان کی زندگی کے روحانی ،اخلاقی اور معاشرتی مسائل کے بارہ میں ایک نیا نظام دیا جارہا تھا۔اوّل مخاطب لوگوں کے حالات ومسائل اور پیش آمدہ واقعات اور ضروریاتِ زمانہ کی مناسبت سے وحی کا نزول ہوتا رہا۔ ایک دین کو نئے سرے سے بالکل آغاز میں متعارف کرانے کیلئے جن امور کی ضرورت پہلے ہوسکتی تھی ،وہ پہلے نازل کئے گئے اور جن کی ضرورت نسبتاً بعد میں ہوتی ہے وہ حصہ تدریجاً بعد میں نازل ہوا۔لیکن دائمی ترتیبِ جمع میں اس ترتیب کو بدل دیا گیا۔ کیونکہ سارے قرآن کریم کو پڑھتے ہوئے اور بعد میں آنے والوں کی ضرورت کو مدّنظر رکھتے ہوئے دوسری ترتیب کی ضرورت تھی ۔ یہ امر قرآن کریم کے قیامت تک قابل عمل رہنے کا عظیم الشان ثبوت ہے اور قرآن کریم کے اپنے اندر ایک معجزانہ شان اور خدا کی حکمت رکھنے پر دلالت کرتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’رہا یہ سوال کہ نزول کی ترتیب بدل کر ایک دوسری ترتیب کیوں دی گئی،تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب قرآن شریف نازل ہوا،اس وقت لوگ اسلامی مسائل سے بالکل ناواقف تھے۔چھوٹی سے چھوٹی چیز اُن کو بتانی ضروری تھی تاکہ اسلامی تعلیم پسِ پردہ اُن کے دماغوں میں قائم ہوجائے۔اس کے بعد اسلامی شریعت کی تفصیلات بیان ہوسکتی تھیں۔پس پہلے چھوٹی چھوٹی سورتیں ایسے مضامین کے متعلق نازل کی گئی تھیں کہ خدا ایک ہے،غریبوں سے رحم کا سلوک کرنا چاہئے۔خدا تعالیٰ کی عبادت میں اپنی زندگی بسر کرنی چاہئے۔خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے اور ساتھ ہی یہ باتیں بھی بتائی گئی تھیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس کس رنگ میں مخالفت ہوگی، مخالفوں کا کیا انجام ہوگا،مومنوں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور کس طرح اسلام ترقی کرے گا۔مگر جوں جوں اسلام بڑھتا چلا گیا اور مسلمانوں کو ترقیات حاصل ہونی شروع ہوئیں،تفصیلاتِ شریعت بھی نازل ہونے لگیں۔پس یہ نزول کی ترتیب اُس زمانہ کے لحاظ سے نہایت ضروری تھی۔مگر جب قرآن شریف سارا نازل ہوگیا۔ لاکھوں آدمی دنیا میں مسلمان ہوگئے اور غیر قومیں بھی اسلام کے پسِ پردہ سے ایک حد تک واقف ہوگئیں،تو اب اُن کے سامنے مسائل کو ایک نئے رنگ اور نئے زاویہ سے پیش کرنا ضروری تھا۔پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ نے ایک نئی ترتیب سے قرآن شریف کو آئندہ زمانہ کیلئے مرتب کردیا۔ یہ قرآن کریم کا عظیم الشان معجزہ ہے کہ نزول کے زمانہ کے لحاظ سے نزول قرآن والی ترتیب بالکل مناسب حال تھی۔لیکن اسلام کے پھیل جانے اور قرآن کریم کے مکمل ہوجانے کے بعد آئندہ زمانہ کیلئے اُس کی وہی ترتیب مناسب حال تھی جو اِس وقت پائی جاتی ہے۔‘‘(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 280)

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن مجید کی دائمی ترتیبِ جمع کا کام بھی یقیناً وحی الٰہی کے مطابق ہوا ہے۔ ہر وحی کے ساتھ حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ ﷺ کو اس حصہ کی ترتیبِ جمع کے اعتبار سے جگہ سے بھی آگاہ کرتے تھے کہ اسے کس سورہ میں اور کس جگہ شامل کیا جائے۔اور آپؐ اسی ترتیب سے کاتبین وحی کو آگاہ کرتے ہوئے ان سے اپنے سامنے ہر نازل شدہ حصہ لکھواتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

’’رہی ترتیب کی بات،تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کتاب کو جو لکھنے والے تھے،ان کو لکھوایا کرتے تھے کہ یہ آیت فلاں جگہ لکھو۔آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جبریل نے بتایا ہے کہ یہ آیت فلاں جگہ لکھو۔اور یہ سورۃ پہلے ہوگی، یہ بعد میں ہوگی، یہ اس کے بعد ہوگی۔آپؐ تمام کاتبوں یعنی لکھنے والوں کو یہ بتاتے تھے اور بہت سے اَور بھی بزرگ صحابہ تھے جو آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ،آپؐ ان کو بھی بتا دیتے تھے‘‘......(پھر ترتیب جمع یعنی موجودہ ترتیب کہ متعلق فرمایا:۔)

’’ترتیب کے متعلق صحابہ کا مسلسل یہ Consensus ہے، اس دور کے صحابہ نے اتفاق کیا کہ ہاں ،یہی قرآن ہے،اسی ترتیب سے ہمیں بتایا گیا۔اگرچہ نازل ہونے کی ترتیب الگ الگ ہے لیکن قرآن کریم کی جو ترتیب خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے نزول کے بعد، وہ یہی ہے جس میں اب قرآن ہے۔اب یہ کتابِ محفوظ ہوگیا۔‘‘

(پروگرام’’ملاقات‘‘برM.T.A منعقدہ 10جنوری 1997ء مطبوعہ: روزنامہ الفضل ربوہ 4جولائی 1998ء)

ترتیب آیات

جہاں تک آیات کی ترتیب کا تعلق ہے تو تمام مسلمان محققین اس بات پر متفق ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے آیات کی ترتیب اپنی نگرانی میں خود مقرر فرمائی تھی۔ حضرت جبریلؑ کے ہر وحی کے نازل کرنے کے وقت ترتیبِ جمع میں اس کی جگہ سے آگاہ کرنے کے حوالہ سے ایک معین روایت یہ ہے کہ: عَنْ ابْنِ عبّاس اَنَّھَا آخِرُ آیَۃٍ نَزَلَ بِھَا جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَقَالَ ضَعْھَا فِیْ رَأسِ الْمِاَتَیْنِ والثَّمَانِیْنَ مِنَ الْبَقَرَۃِ۔یعنی سورۃ البقرۃ کی آیت(واتَّقُوْا یوْمًا تُرْجَعُوْنَ فیْہ اِلَی اللّٰہ)نازل ہوئی تو جبریلؑ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ اسے سورۃ البقرۃ کی دوسواسی آیات کے بعد رکھا جائے۔

(الکشّاف عن حقائق التنزیل۔زیر آیت ھٰذا)

علامہ جلال الدین السیوطی نے یہ روایت اس طرح درج کی ہے: ’’کَانَ آخِرَالآیاتِ نُزُوْلاً (وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہ) فَأمَرَہٗ جِبْرِیْلُ اَنْ یَضَعَھَا بَیْنَ آیَتَیِ الرِّبَا وَالدَّیْنِ ۔‘‘

(الاتقان فی علوم القرآن ۔النوع الثامن عشر فی جمعہ وترتیبہ)

یعنی اس آیت کے نزول پر حضرت جبریلؑ نے آپؐ کو بتایا کہ اس آیت کو آیتِ ربا(سود سے متعلق احکام والی آیت)اور آیت دَین (قرض کے لین دین سے متعلق احکام والی آیت) کے درمیان رکھیں۔

پھر ایک روایت سورۃ النحل کی آیت اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُ بِالْعَدْلِ...... کے بارہ میں یہ ہے:

’’عَنْ عُثْمَانؓ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ شَخَصَ بِبَصَرِہٖ ثُمَّ صَوبہٖ ثُمَّ قَالَ: أتَانِی جِبْرِیْلُ فَأمَرَنِی اَنْ أضَعَ ھٰذِہِ الْآیَۃَ ھٰذاالْمَوْضِعَ مِنْ ھٰذِہِ السُّوْرَۃِ (اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی ...... الی آخرہ)

(مسند احمد بن حنبلؒ۔جلد نمبر4۔صفحہ 218۔مسند عثمانؓ بن ابی العاص)

یعنی کتابتِ وحی کا شرف رکھنے والے صحابی حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ یکدم آپؐ ٹکٹکی باندھ کر اوپر دیکھنے لگے اور پھر نظر مبارک سیدھی فرمائی اور فرمایا کہ ابھی جبریل آئے تھے اور مجھے بتایا ہے کہ میں اس آیت کو اس سورۃ میں اس جگہ رکھوں۔

ترتیب سُوَر

جس طرح آیات کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے حکم کے

ماتحت لگائی گئی ایسے ہی سورتوں کو بھی آگے پیچھے رکھنے میں اُسی حکیم وعلیم خدا جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ کی حکمت کارفرما تھی اور اسی حکمت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے اس کے مرتّب ہونے کا انتظام فرمایا۔ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"أمَّا تَرْتِيب الآيِ فَكَوْنُهٗ تَوْقِيْفِيًّا مِمَّا لاَ شُبْهَةَ فِيْهِ حتّٰى نقَل جميْعٌ، مِنْهُمُ الزَرْكشِي و ابُو جَعْفر الاجماعُ عَلَيْهِ مِنْ غيْرِ خِلاَفٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ والنُّصُوصُ مُتَظَافِرَةٌ عَلٰى ذٰلکَ...... وأمَّا تَرْتِيْبُ السُّوَرِ فَفِيْ كَوْنِهٖ اجْتِهَادِيًّاوَ تَوْقِيْفِيًّا خلاَفٌ۔ والْجَمْهُوْرُ عَلَى الثَّانِي۔"

(روح المعانی۔ جزو اول صفحہ 26)

یعنی جہاں تک سورتوں کے اندر آیات کی ترتیب کا تعلق ہے تو اس ترتیب کے الہامی ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں بلکہ صاحب "البرہان" علامہ الزرکشیؒ اور صاحب "المناسبات" علامہ ابوجعفرؒ وغیرہ ایک بڑے گروہِ علماء نے بالاتفاق روایت کیا ہے کہ اس بارہ میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں اور نصوص بھی پے در پے اس پر شاہد ہیں...... لیکن جہاں تک سورتوں کی ترتیب کا تعلق ہے تو گو اس کے الہامی یا اجتہادی ہونے کے بارہ میں علماء میں اختلاف ہے لیکن جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ ترتیب بھی الہامی ہے نہ کہ اجتہادی۔

سورتوں کی ترتیب کے متعلق ایک روایت ہے:

"حضرت اوس بن حذیفہ الثقفیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں ثقیف کے اس وفد میں شامل تھا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس موقع پر ہم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ وہ قرآن مجید کے احزاب کی تقسیم کس طرح کرتے ہیں؟ تو صحابہ نے بتایا کہ پہلے حزب میں تین سورتیں، پھر پانچ سورتیں، پھر سات سورتیں، پھر نو سورتیں، پھر گیارہ سورتیں، پھر تیرہ سورتیں اور پھر ق تا آخرِ قرآن۔"

(مسند احمد بن حنبلؒ۔ جلد نمبر 4 صفحہ 9۔ مسند اوس بن حذیفہ ثقفیؓ)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس مندرجہ بالا روایت کو درج کر کے لکھتے ہیں: "فهذا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ تَرْتِيْبَ السُّوَرِ عَلٰى مَاهُوَ فِي الْمُصْحَفِ الآنَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔" (الاتقان فی علوم القرآن۔ النوع الثامن عشر فی جمعہ وترتیبہ)

یعنی صحابہ کرام کا اسی ترتیب سے سورتوں کی احزابِ قرآن میں تقسیم بتانا جس ترتیب سے سورتیں اب بھی قرآن کریم میں ہیں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عہد نبوی میں بھی سورتوں کی یہی ترتیب قائم تھی۔

ترتیب قرآن پر قرآن کریم کی اندرونی شہادت

اسی طرح اس بات کی اندرونی شہادت یہ بھی ہے کہ قرآن کریم سورۃ ھود میں منکرین کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهٖ یعنی اس کلام کی مانند کوئی سی دس سورتیں بنا لاؤ۔ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی۔ اسی طرح سورۃ البقرۃ جو مدینہ میں نازل ہوئی اس میں یہ چیلنج دیا گیا کہ فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِنْ مِثْلِهٖ کہ اگر اتنا دعویٰ ہے تو اس کلام کی طرح کی کوئی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ۔ پس اگر رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں سورتوں کی آیات بلا ترتیب تھیں اور سورتوں میں بھی باہم کوئی ترتیب قائم نہ تھی بلکہ بعد میں حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں منظّم کی گئی تھیں، تو پھر سورتوں کے باقاعدہ شکل میں موجود نہ ہونے کے باوجود کس چیز کی تحدّی کی گئی تھی؟ کیسے ایک یا دس سورتوں کی نظیر کا مطالبہ کر دیا گیا تھا۔

اس طرح یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ گو رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں قرآن مجید کو کتاب کی شکل میں ایک جلد میں نہیں لکھا گیا تھا لیکن بہر حال یہ امر مسلّم ہے کہ قرآن مجید کی ایک باقاعدہ کتاب کی طرح معروف اور مستعمل ترتیب یقیناً قائم تھی جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ آغاز نبوت تا وفات متواتر تیئس سال روزانہ بالالتزام نمازوں میں اور اس کے علاوہ بھی تلاوت فرماتے رہے۔ صحابہؓ نمازوں کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی آپؐ سے تلاوت سنتے رہے اور سفر و حضر میں بھی اس تعامل میں ناغہ نہیں پڑا۔ اور پھر اسی سنت کی پیروی میں صحابہؓ خود بھی دن رات قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ یقیناً ایک ترتیب تھی جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ تلاوت کیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک روایت اس طرح ہے:۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ ۔وَكَانَ أجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ كلَّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَان فيُدَارِسَهُ الْقُرْآنَ ۔" (صحیح بخاری۔ کتاب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور آپؐ کی سخاوت اس وقت وسیع ترین ہوتی تھی جب رمضان میں جبریلؑ آپؐ سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ جبریلؑ رمضان کی ہر رات حاضر ہو کر آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ اس طرح سورتوں کی باہمی ترتیب اور ہر سورۃ کے اندر آیات کی ترتیب کی بار بار دہرائی ہوتی رہی۔ مزید برآں یہ کہ آپؐ کی حیات مبارکہ میں جو آخری رمضان آیا اس میں جبریلؑ نے آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دو مرتبہ دَور کیا۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ:۔

"عَنْ عائشَةَ عَنْ فاطِمَةَ عليْهَا السَّلاَم أسَرَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ جِبْرِيْلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ وَاِنَّهٗ عَارَضَنِي السَّنَةَ مرَّتَيْنِ ۔"

(صحیح بخاری۔ کتابُ فضائلِ القرآن ۔بابُ کانَ جبْرِیْل یعرِضُ القرآنَ علَی النَّبیؐ)

یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ جبریلؑ ہر سال ماہ رمضان کی ہر رات حاضر ہو کر آپؐ کے ساتھ قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ وفات کے سال جبریلؑ نے آپؐ کے ساتھ دو مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا۔ یقیناً یہ دَور اسی ترتیب کے مطابق تھا جو آج ہمارے پاس موجود ہے۔

بعض روایات کے مطابق کہا جاتا ہے کہ کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ بھی اس "العرضۃ الأخیرۃ" یعنی آخر دَورِ قرآن میں شریک تھے اور لوگوں کو ہمیشہ اسی ترتیب سے قرآن کریم پڑھاتے رہے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ آپؓ کی اسی سعادت کی وجہ سے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں جمع قرآن کیلئے اور خلافتِ عثمانؓ میں متعدد نسخہ ہائے قرآن کی کتابت کیلئے آپؓ پر اعتماد کیا گیا۔

(البرہان فی علوم القرآن۔ جزو اول صفحہ 237)

پس ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس ترتیب میں قرآن کریم جمع کیا گیا وہ صحابہؓ نے اپنی مرضی سے نہیں لگائی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور منشائے الٰہی کے عین مطابق رسول اکرم ﷺ نے لگوائی تھی اور کاتبین وحی اسی ترتیب سے قرآن کریم لکھتے اور اسی ترتیب سے حفظ بھی کرواتے۔ مزید یہ کہ اس ترتیب کی ہر سال رمضان میں حضرت جبریل آ کر دہرائی بھی کروا دیتے اور یہی ترتیب آج رائج ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ترتیبِ قرآن کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"رمضان المبارک میں اس وحی کا آغاز ہوا ہے اور پھر رمضان المبارک میں جتنا جتنا قرآن کریم نازل ہوتا رہا اس کی باقاعدہ دہرائی ہوتی رہی اور ہر اگلے رمضان میں جب قرآن کریم کا آغاز ہوا ہے اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس وقت تک جتنی وحی نازل ہو چکی ہوتی تھی اسے دہراتے تھے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شروع ہی سے قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ترتیب کا ایک دَور جاری تھا اور وہ ساتھ ساتھ ہوتی چلی جا رہی تھی۔"

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 216۔ خطبہ جمعہ فرمودہ: 7 اپریل 1989ء)

اس تمام بحث کا ماحصل یہی ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب اور پھر ہر سورۃ کے اندر اس کی آیات کی ترتیب رسول کریم ﷺ نے خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق فرما دی تھی۔ نیز اس میں خود آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرامؓ میں سے کسی کے قیاس کا کوئی دخل نہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ابتدائی مکی سورہ، سورۃ القیامۃ میں یہ کام خود اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ فرمایا: اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ (القیامۃ: 18) اور قرآن مجید کی یہ مندرجہ ذیل آیت اس بارہ میں آخری اور قطعی فیصلہ کا حکم رکھتی ہے۔ فرمایا:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَاائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَا اَوْ بَدِّلْهُ ۔قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ ۔اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ۔ (سورۃ یونس: 16) یعنی کفار اس قرآن کو سن کر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آ یا کم از کم ہمارے لئے اس کی ترتیب میں کوئی تبدیلی کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس کا یہ جواب سکھلاتا ہے کہ اے نبیؐ! تُو ان کو کہہ دے کہ اس میں کوئی تبدیلی کرنا میرے اختیار میں ہے ہی نہیں۔ میں تو اس بارہ میں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے متعلق تمام باتیں وحی الٰہی سے کرتا ہوں اور اس میں خود کوئی دخل نہیں دیتا۔ لہٰذا میں خود کوئی تبدیلی یا تغیّر نہیں کر سکتا۔ اس آیت سے ان لوگوں کا بھی ردّ ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ہر سورۃ سے پہلے لکھنا آنحضرت ﷺ کے حکم سے ہے نہ کہ وحی سے۔ یا ترتیبِ قرآن یا سورتوں کے نام آنحضرت ﷺ نے خود رکھے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 45)

حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَمَعَ ذٰلِکَ لاَ شَکَّ أنَّ الْقُرْآنَ وحْيٌ مُتلوٌّ، وكُلُّه مُتَوَاتِرٌ قطْعِيٌّ، حتّى النُّقَاط والْحُرُوف، وأنزلَهُ اللّٰهُ باهْتِمَامٍ شدِيْدٍ كَامِلٍ بحَرَاسَةِ المَلاَئِكَةِ۔ ثمَّ مَا تَرَکَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّم دَقِيْقَةً مِنَ الْاِهْتِمَامَاتِ فِي أمْرِهٖ، وَدَاوَمَ على أنْ يُكْتُبَ أمَامَ عَيْنِهٖ آيَةً آيَةً كَمَا كَانَ يَنْزِلُ، حَتَّى جَمَع كُلَّهٗ، وَرَتَّبَ الْآيَاتِ وَجَمَعَهَا بِنَفْسِهِ النَّفِيْسَةِ، وكَانَ يُدَاوِمُ عَلى قِرَاءَتِهٖ فِي الصَّلاَةِ وَغَيْرِهَا، حَتَّى ارْتَحَلَ مِنْ دَارِ الدُّنْيَا وَلَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْأعْلٰى، وَلاَ قَى مَحْبُوْبَهٗ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

(حَمامَۃُ البُشریٰ۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 216)

ترجمہ: اس بارہ میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ قرآن مجید وحی متلوّ ہے۔ اس کا ہر حصہ متواتر اور قطعی ہے حتیٰ کہ اس کے نقطے اور حروف بھی۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایک زبردست اور کامل اہتمام کے ساتھ ملائکہ کی حفاظت اور پہرہ میں اتارا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اس کے بارہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہمیشہ اس بات پر مداومت سے عمل کیا کہ اس کی آیت آیت آپؐ کی آنکھوں کے سامنے اسی طرح لکھی جائے جس طرح نازل ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے بنفس نفیس تمام قرآن کو جمع فرما دیا اور اس کی آیات کی ترتیب قائم فرمائی۔ آپؐ ہمیشہ نمازوں وغیرہ میں اس کی تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ اور محبوب یعنی رب العالمین سے جا ملے۔

الغرض جیسے جیسے قرآن اس حکیم ہستی کی طرف سے نازل ہوتا رہا، آنحضور ﷺ اپنے صحابہؓ کی مدد سے اسے لکھوا کر محفوظ کروا لیتے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک ایک آیات اور ایک ایک حرف کی ترتیب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی وحی کی جاتی اور اس حکم ربانی کے عین مطابق حضور ﷺ مرتب کرواتے جاتے۔ آپ کی زندگی میں آپ خود اسی الہامی ترتیب کے مطابق نمازوں میں اور دوسرے اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے اور صحابہ کرامؓ اسے آپؐ سے سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے۔ آپؐ کی وفات کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کی تحریک پر حضرت زیدؓ اور حضرت عمرؓ کے سپرد یہ کام کیا کہ مختلف جگہوں پر جو قرآن کریم تحریری یا زبانی طور پر محفوظ ہے، اسے جمع کر کے ایک صحیفہ بنایا جائے۔ چنانچہ کٹھن محنت کے بعد قرآن کریم کو ایک جلد میں جمع کرنے کا کام مکمل ہوا۔ بعد ازاں خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں اس نسخہ کی نقول تیار کروا کر مختلف علاقوں میں بھجوائی گئیں اور دیگر تمام نسخہ جات کو مناسب طریق پر ختم کرنے کا ارشاد کیا گیا تا کہ پوری دنیا میں قرآن کریم کا لغت قریش کے مطابق نسخہ رائج ہو اور ایک ہی قراءت پر سب کو جمع کیا جا سکے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: وقف نَو اجتماعات یوکے ......از صفحہ نمبر 2

تعلیم سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج اُن چند لوگوں کے عمل کی وجہ سے اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے جو انتہا پسندوں کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ انتہا پسندی کی تعلیم دیتے ہیں اور انتہا پسندانہ عمل کرتے ہیں۔ سینکڑوں ایسے نوجوان ہیں جو برطانیہ سے عراق اور شام جا چکے ہیں تا کہ IS اور ISIS جیسے نام نہاد اسلامی گروپوں میں شامل ہو جائیں۔ یہ گمراہ کئے جانے والے نوجوان ہیں جو سمجھ رہے ہیں کہ اس طرح وہ اسلام کی خدمت کر سکیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن کا عمل اسلامی تعلیم سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔

دونوں اجتماعات کا پروگرام اجتماعی دعا سے اختتام پذیر ہوا جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کروائی۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں اجتماعات کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہمارے واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو اُن توقعات پر ہر پہلو سے پورا اتریں جو ہمارے پیارے آقا (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے اِن بچوں اور بچیوں سے وابستہ کی ہیں۔ آمین

23مارچ 1889ء۔ایک تاریخ ساز دن

یوم تاسیس جماعت احمدیہ

محمد انور شہزاد۔ معلم وقف جدید۔ پاکستان

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی موعود و مسیح مسعود علیہ السلام مشہور ایرانی قبیلہ برلاس کے چشم و چراغ تھے۔آپ کا خاندان ایک شاہی خاندان تھا۔جس کے فارسی قالب کو جناب الٰہی کی طرف سے ترکی،چینی اور فاطمی خون کا لطیف امتزاج بخشا گیا تھا۔آپ کے مورث اعلیٰ مرزا ہادی بیگ تھے۔ جو 1530ء میں اپنے خاندان کے ساتھ کُش سے پنجاب داخل ہوئے۔ اور قادیان کی مثالی ریاست کی بنیاد رکھی جو 1802ء تک قائم رہی جس پر بالآخر آپ کے دادا مرزا عطا محمد صاحب کے وقت سکھ قابض ہوگئے اور آپ کے خاندان کو ریاست کپورتھلہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دوبارہ قادیان میں آ گئے۔ اور آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو اپنی ریاست میں سے پانچ گاؤں واپس مل گئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے بطن مبارک سے 14 شوال 1250ھ بمطابق 13 فروری 1835ء طلوع فجر کے بعد قادیان میں بروز جمعہ تولد ہوئے۔ حضرت مسیح ناصری کی طرح آپ کی ولادت میں بھی ندرت کا رنگ تھا کیونکہ آپ محی الدین ابن عربی کی پیشگوئی کے مطابق توأم پیدا ہوئے تھے۔

(سوانح حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام از مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت صفحہ 1 تا 2)

انیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں مذہب اسلام کی حالت بہت ہی کسمپرسی کی تھی۔ جبکہ مسلمان تو تھے مگر صرف نام کے۔ ان کی ایمانی اور عملی کمزوریوں کو دیکھ کر عیسائیت اور دیگر مذاہب ہر طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ مسلمانوں میں جواب کی ہمت نہ تھی۔ دردمندان اسلام کے دل مضطرب تھے اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر سجدہ ریز۔ بالآخر رحمت الٰہی جوش میں آئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کی حفاظت اور احیاء نو کی بنیاد ڈالی۔

اس زمانہ کے سب سے بڑے فانی فی اللہ اور عاشق رسولِ ﷺ مرزا غلام احمدؑ نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہی وہ عظیم اور مبارک انسان ہے جو رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہے۔

(الہام تذکرہ صفحہ 34، ایڈیشن چہارم 2004)

یہ خدائی اشارہ تھا کہ محبّ رسول ہونے کی شرط اس مقدس وجود میں پوری طرح محقق ہے۔ اور یہی امتیازی وصف ہر خیر و برکت کی کلید ہے۔ پھر آپ کو کشف میں یہ نظارہ بھی دکھایا گیا کہ: ایک باغ لگایا جا رہا ہے اور آپ علیہ السلام کو اس کا مالی مقرر کیا گیا ہے۔

(حیات احمد از یعقوب علی عرفانی جلد اول صفحہ 239، تاریخ احمدیت جلد نمبر 1 صفحہ 199)

یہ دراصل ماموریت کی پہلی بشارت تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ آپ کو گلشن محمد ﷺ کی باغبانی کا فریضہ سپرد ہونے والا ہے۔انہی ایام میں حضور علیہ السلام نے ایک رؤیا دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’ایک رات میں کچھ لکھ رہا تھا کہ اسی اثنا میں مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔آپ کا چہرہ بدر تام کی طرح درخشاں تھا۔آپ میرے قریب ہوئے اور میں نے ایسا محسوس کیا کہ آپؐ مجھ سے معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے مجھ سے معانقہ کیا اور میں نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرہ سے نور کی کرنیں نمودار ہوئیں اور میرے اندر داخل ہوگئیں۔ میں ان انوار کو ظاہری روشنی کی طرح پاتا تھا اور یقینی طور پر سمجھتا تھا کہ میں انہیں محض روحانی آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھ رہا ہوں اور اس معانقہ کے بعد نہ ہی میں نے یہ محسوس کیا کہ آپ مجھ سے الگ ہوئے ہیں اور نہ ہی یہ سمجھا کہ آپؐ تشریف لے گئے ہیں۔

(حیات طیبہ صفحہ 53-52)

زیارت مصطفوی کی اس عظیم الشان تجلّی کے بعد جو جون 1882ء کے آغاز میں ہوئی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الہام الٰہی کے دروازے کھول دیئے گئے۔اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا پہلا اور تاریخی الہام نازل کیا گیا جو کم و بیش ستر فقرات پر مشتمل تھا۔اور جس کے ابتدائی کلمات یہ تھے۔

’’یَآ اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

یعنی اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھایا تا ان لوگوں کو تو ڈرائے جن کے باپ دادا کو انذار نہیں کیا گیا اور تا خدا کی حجت پوری ہو۔اور مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ دے میں خدا کی طرف سے مامور اور اول المومنین ہوں۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم ،روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265-268،تذکرہ،صفحہ 35-41)

ماموریت کا یہ پہلا الہام جماعت احمدیہ میں سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔اس الہام میں جہاں آپ کی پوری زندگی کے اہم واقعات مثلاً مستقبل میں منظّم مخالفت کے باوجود آپؑ کی شاندار کامیابی اور آپ کی طرف تصرف الٰہی کے تحت ایک عالم کے کھنچے آنے سے متعلق قبل از وقت خبریں دی گئیں۔ وہاں آپ کی شانِ ماموریت کو رسالت و نبوت سے تعبیر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ آپ قرآنی پیشگوئی هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ (سورۃ الصّف۔10) کے مصداق ہیں۔ اور آپ ہی کے ہاتھوں دینِ خدا کو دلائل و براہین کے ذریعہ سے سبھی ادیان عالم پر روحانی غلبہ نصیب ہونا مقدر ہے۔اور یہ سب کچھ رسول اکرم ﷺ کے اتباع و غلامی کے طفیل ہوگا جیسا کہ آپ کو الہاماً بتایا گیا۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ یعنی ہر ایک برکت محمد ﷺ کے افاضہ سے عطا ہوتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265،تذکرہ صفحہ 35-36)

ماموریت کا وہ منصب جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو 1882ء میں عطا ہوا تھا۔ اس کے متعلق بعض مزید تفصیلات 1883ء میں آپ پر ظاہر کر دی گئیں اور آپ کو بتایا گیا کہ جس امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آپ کے وجود میں پورا ہوا۔اور آپ ہی کو رسولِ پاک ﷺ کی نیابت میں امام مہدی اور مثیل مسیح کا منصب عطا فرمایا گیا ہے۔ اور آپ کو نبی اور نذیر کے نام سے یاد کیا گیا۔

(تذکرہ ،صفحہ 81،تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 203، براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن صفحہ 664-665)

عجیب بات یہ ہے کہ جیسا کہ یہودی تاریخ کے مطابق حضرت مسیح ناصریؑ اپنے متبوع حضرت موسیٰؑ کی ولادت سے ٹھیک 1272ء برس بعد پیدا ہوئے تھے اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو بھی رسول کریم ﷺ کے دعویٰ رسالت سے ٹھیک 1272ء برس بعد عیسیٰ کے عہدے پر سرفراز فرمایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے 610ء میں دعوی نبوت فرمایا اور ٹھیک 1272ء سال بعد 1883ء میں یہ الہامات نازل ہوئے۔ گویا مسیح موسوی کا جسمانی اور مسیح محمدی کا روحانی ظہور اپنے اپنے دائرہ میں ایک ہی سال میں وقوع میں آیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 226، ریویو آف ریلیجنز اردو ستمبر 1945ء)

مارچ 1885ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر اپنے مامور اور مجدد وقت ہونے کا دعویٰ کیا۔ ماموریت و مجددیت کے اس عظیم الشان دعویٰ کے ساتھ ہی آپ نے مذاہب عالم کے سر برآوردہ لیڈروں اور مقتدر رہنماؤں کو الٰہی شہادتوں کے تحت نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بن کر آپ کے یہاں ایک سال تک قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کر لیں گے اور اگر ایک سال رہ کر بھی وہ آسمانی نشان سے محروم رہیں تو انہیں دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ پیش کیا جائے گا۔..........حضرت مسیح موعودؑ نے اس دعوت کی عالمگیر اشاعت کے لئے خدائی تحریک کے مطابق خاص اہتمام فرمایا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بیس ہزار کی تعداد میں اردو انگریزی اشتہارات شائع کئے۔ اور ایشیا، یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، فرمانرواؤں، مہاراجوں، عالموں، مدبروں، منصفوں اور نوابوں کو باقاعدہ رجسٹری کر کے بھجوا دیئے۔ اور اس زمانہ میں کوئی نامور اور معروف شخصیت ایسی نہیں چھوڑی جس تک آپ نے یہ خدائی آواز نہ پہنچائی ہو۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 253-254)

اگرچہ بعض نیک فطرت اور اسلام کا درد رکھنے والے بزرگوں کو یہ احساس تھا کہ اس وقت اسلام کی اس ڈولتی کشتی کو ڈوبنے سے بچانے والا اور اسلام کا صحیح درد رکھنے والا اگر کوئی شخص ہے تو وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور یہی مسیح و مہدی بھی ہیں۔ چنانچہ لوگ آپ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ آپ بیعت لیں لیکن حضور ابتداءً ہمیشہ یہی جواب دیتے تھے کہ ’’لَسْتُ بِمَأْمُوْرٍ‘‘ (یعنی میں مامور نہیں ہوں) چنانچہ ایک دفعہ آپ نے میر عباس علی صاحب کی معرفت مولوی عبدالقادر صاحبؓ کو صاف صاف لکھا کہ ’’اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے اور...... چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں۔اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔ مولوی صاحب اخوتِ دین کے بڑھانے میں کوشش کریں۔ اور اخلاص اور محبت کے چشمہ صافی سے اس پودا کی پرورش میں مصروف رہیں تو یہی طریق انشاءاللہ بہت مفید ہوگا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 12-13)

آخر 1888ء کی پہلی سہ ماہی یعنی شروع کے تین مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ یہ ربانی حکم جن الفاظ میں پہنچا وہ یہ تھے۔

’’ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 188، تذکرہ صفحہ 134،)

یعنی جب تو نے اس خدمت کے لئے قصد کر لیا تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے روبرو اور وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے۔ وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 565، تذکرہ صفحہ 134)

حضرت اقدسؑ کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی تھی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں۔ اور دل یہ چاہتا تھا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور کچے نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کو ایک ایسی تقریب کا انتظار رہا کہ جو مخلصوں اور منافقوں میں امتیاز کر دکھلائے۔ سو اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے اپنی کمال حکمت و رحمت سے وہ تقریب اسی سال نومبر 1888ء میں بشیر اول کی وفات سے پیدا کر دی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ بیٹے تھے)۔ ملک میں آپ کے خلاف ایک شور مخالفت برپا ہوا اور خام خیال بدظن ہو کر الگ ہو گئے لہٰذا آپ کی نگاہ میں یہی موقعہ اس بابرکت سلسلے کی ابتدا کے لئے موزوں قرار پایا۔ (شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں، سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صفحہ 6)

چنانچہ آپؑ نے اس ربانی حکم کے انداز اً دس ماہ بعد یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار ’’التبلیغ‘‘ کے نام سے شائع فرمایا جس میں پہلی بار الہام الٰہی کے حوالہ سے اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بیعت لینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ

’’میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کے راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں۔ انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا۔ اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دیگا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 188)

یوں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیعت لینے کا اِذن 1888ء کی پہلی سہ ماہی میں ہو چکا تھا لیکن آپؑ نے اس حکم خداوندی کو ایک اشتہار کے ذریعہ یکم دسمبر 1888ء میں خلق اللہ تک پہنچایا۔ ازاں بعد 9 جمادی الاوّل 1306ھ بمطابق 12 جنوری 1889ء کو حضرت اقدسؑ کے لخت جگر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی ولادت ہوئی تو آپؑ نے اِذن الٰہی سے اسی دن قادیان سے دعوت بیعت کا عام اشتہار ’’تکمیلِ تبلیغ‘‘ کے نام سے تحریر فرما کر ریاض ہند پریس امرتسر سے شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں آپؑ نے اعلان بیعت میں اس قدر تاخیر کی وجہ اور وہ دس شرائط بیعت تجویز فرمائیں جو جماعت احمدیہ میں داخلہ کی بنیادی

حیثیت رکھتی ہیں۔ نیز اسی اشتہار کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ دعوت بیعت کا یہ عام اشتہار ہے اور متحملین شرائط متذکرہ بالا کو عام اجازت ہے کہ بعد ادائے استخارہ مسنونہ اس عاجز کے پاس بیعت کرنے کے لئے آویں۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ:

اس دعوت بیعت کا حکم تخمیناً مدّت دس ماہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے لیکن اس کی تاخیر اشاعت کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ اس عاجز کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی رہی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں اور دل یہ چاہتا رہا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور جو کچّی اور سریع التغیر اور مغلوب شک نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے ایک ایسی تقریب کی انتظار رہی کہ جو سچوں اور کچوں اور مخلصوں اور منافقوں میں فرق کر کے دکھلاوے۔ سو اللہ جل شانہٗ نے اپنی کمال حکمت اور رحمت سے وہ تقریب بشیر احمد کی موت کو قرار دے دیا۔ اور خام خیالوں اور کچّوں اور بدظنّوں کو الگ کر کے دکھلا دیا اور وہی ہمارے ساتھ رہ گئے جن کی فطرتیں ہمارے ساتھ رہنے کے لائق تھیں۔ اور جو فطرتاً قوی الایمان نہیں تھے اور تھکے اور ماندے تھے وہ سب الگ ہو گئے اور شکوک و شبہات میں پڑ گئے۔ پس اسی وجہ سے ایسے موقع پر دعوت بیعت کا مضمون شائع کرنا نہایت چسپاں معلوم ہوا تا خس کم جہاں پاک کا فائدہ ہم کو حاصل ہو اور مغشوشین کے بدانجام کی تلخی اُٹھانی نہ پڑے اور تا جو لوگ جو اس ابتلاء کی حالت میں اس دعوت بیعت کو قبول کر کے اس سلسلہ مبارکہ میں داخل ہو جائیں وہی ہماری جماعت سمجھے جائیں اور وہی ہمارے خالص دوست متصور ہوں اور وہی ہیں جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں انہیں ان کے غیروں پر قیامت تک فوقیت دونگا۔ اور برکت اور رحمت ان کے شامل حال رہے گی اور مجھے فرمایا کہ تو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرینگے وہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ حاضر ہو جاؤ اور اپنے رب کریم کو اکیلا مت چھوڑو۔ جو شخص اسے اکیلا چھوڑتا ہے وہ اکیلا چھوڑا جائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 190 تا 192)

اشتہار تکمیل تبلیغ 12/جنوری 1889ء میں حضورؑ نے دس شرائط بیعت درج فرمائیں۔

ان اشتہارات کی اشاعت کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور لدھیانہ کے جلیل القدر صوفی اور صاحب کشف بزرگ حضرت حاجی احمد جان صاحب کے مکان سے متصل پیر مہد شاہ کا مکان واقع محلّہ جدید کرایہ پر لے کر اس میں قیام فرما ہوئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 18-14 مارچ 2011ء صفحہ 9[تحریر مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت])(حیات احمد جلد سوم حصہ اوّل صفحہ 15)

لدھیانہ آنے کے چند روز بعد 4 مارچ 1889ء کو آپؑ نے ان تمام حضرات کے نام جو بیعت کے لئے مستعد تھے بذریعہ اشتہار ''گزارش ضروری'' ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اور خوشخط قلم سے اپنے نام اور پتہ سے اطلاع دیں تا ان کا نام مبائعین کی فہرست میں درج کرلیا جائے۔ نیز آپؑ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ ''تاریخ ہذا سے جو 4 مارچ 1889ء ہے 25 مارچ تک یہ عاجز لدھیانہ محلّہ جدید میں مقیم ہے۔ اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لدھیانہ میں 20 تاریخ کے بعد آجاویں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 193 تا 195)

مگر حاجی الحرمین الشریفین حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب شاہی طبیب جموں و کشمیر کو لکھا کہ وہ بجائے 20 کے 22 تاریخ کو تشریف لاویں۔

(الحکم 31 مئی 1903ء صفحہ 4، البدر 12 جون 1903ء الفضل انٹرنیشنل 18-14 مارچ 2011ء صفحہ 9[تحریر مولانا دوست محمد شاہد صاحب])

اسی اشتہار میں جو آپ نے بیعت اولیٰ سے انیس روز قبل شائع فرمایا آپ نے بیعت کی حقیقت، بیعت کی اغراض و مقاصد اور بیعت کے ذریعہ حاصل ہونے والی روحانی برکات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ بیعت کو کیفیت و کمیت ہر لحاظ سے بڑی عظمت اور شوکت عطا فرمائے گا۔ اور آپ نے تحریر فرمایا کہ:

''یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ مُتَّقِین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ بھی غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے .... خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی اس ربِّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 196 تا 198)

حضرت مسیح پاک کی طرف سے ان اشتہارات کی اشاعت نے مخلصین و مؤمنین کے دلوں میں زندگی کی روح پھونک دی۔ یہ خدائی روحیں تو عرصہ سے اس ساعت کی منتظر تھیں۔ امام الزمان علیہ السلام کی آواز سنتے ہی جموں، خوست، بھیرہ، سیالکوٹ، گورداسپور، گوجرانوالہ، جالندھر، پٹیالہ، مالیرکوٹلہ، انبالہ، کپورتھلہ اور میرٹھ وغیرہ اضلاع سے متعدد سعادت مند مخلصین لدھیانہ پہنچتے گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 339)

بالآخر وہ دن آگیا جو ازل سے اس پاک آسمانی سلسلہ کی بنیاد کے لئے مقرر تھا۔ یعنی 23 مارچ 1889ء کا دن جو اسلام کی تاریخ میں ایک سنہری تاریخ ساز دن ہے جس کے متعلق بعض بزرگان دین مثلاً علامہ محمد بن نعمان شیک مفید (ولادت 950ء۔ وفات 1022ء) اور علامہ فضل بن حسن بطرسی طوسی امین الاسلام (متوفی 1153ء) اور تیرھویں صدی ہجری کے مشہور فاضل و محقق علامہ مومن بن حسن مؤلف نور الابصار رقمطراز ہیں کہ قدیم آثار روایات کے مطابق امام موعود طاق سن میں ظہور فرمائیں گے اور آپ کے اسم گرامی کا اعلان بذریعہ جبریل 23 تاریخ کو کیا جائے گا۔

(چودہ ستارے صفحہ ۴۸۵ مؤلفہ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبع حیدری پریس لاہور۔ طبع سوم)

(الفضل انٹرنیشنل 18-14 مارچ 2011ء صفحہ 9[تحریر مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت])

یہ آسمانی نوشتہ 23 مارچ 1889ء کو حیرت انگیز رنگ میں پورا ہوا جب خدائے ذوالعرش کے ربانی حکم سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے لدھیانہ میں پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ لدھیانہ شہر فی الحقیقت ''باب لدّ'' کہلانے کا مستحق ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ولیم کی رائے اور برطانوی اسکیم کے عین مطابق 1835ء میں پادری جے۔ سی لاری نے لدھیانہ میں پنجاب کا پہلا عیسائی مشن قائم کیا۔ جہاں برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ کیپٹن ویڈ نے پہلے سے ایک سکول قائم کر رکھا تھا۔

[(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلم ہندوستان اور انگریز از جمیل احمد بٹ صاحب، صفحہ 89]

[our missions in india by merris wherry ,p.11.12 boston U.S.A,1926]

1837ء میں پنجاب کا پہلا گرجا گھر بھی یہیں تعمیر ہوا۔ عیسائی اشاعتی اداروں نے ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اردو، فارسی، اور انگریزی میں اسلام کے خلاف کثرت سے کتب، رسائل، اور اخبارات، شائع کئے۔ ڈاکٹر فنڈر کی کتابیں میزان الحق اور مفتاح الاسرار 1861ء میں مشن پریس لدھیانہ سے شائع ہوئیں۔ لدھیانہ ہی میں مسیحی کتاب گھر لدھیانہ۔ عیسائی لٹریچر سوسائٹی، پنجاب شاخ لدھیانہ۔ دیگر اشاعتی اداروں کے علاوہ مشہور اخبار ''نور افشاں اخبار'' لدھیانہ سے 1873ء میں جاری کیا گیا۔

[(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلم ہندوستان اور انگریز از جمیل احمد بٹ صاحب، صفحہ 107-106]

یہیں سے فتنہ صلیب اٹھا اور یہیں سے کسر صلیب کے عالمگیر منصوبہ کا آغاز ہوا۔

انیسویں صدی کا ربع آخر دنیائے اسلام کے لئے نہایت درجہ مایوس کن، جگر سوز اور روح فرسا دور تھا۔ ہندوستان میں 1857ء کے ''انقلاب'' کے بعد مغلیہ خاندان کی بساطِ سیاست لپٹ چکی تھی۔ ترکی اور ایران کی منڈیوں پر یورپ کے سرمایہ دار قابض تھے۔ مصر نہر سویز کے جاری ہونے پر برطانوی اقتدار کے شکنجے میں آچکا تھا اور وہاں احمد عربی پاشا کی قیادت میں فرنگی اور ترکی اقتدار کے خلاف قومی تحریک اٹھ چکی تھی اور برطانیہ کی امداد کے لئے ہندوستانی فوج کی نئی کمک پہنچ رہی تھی عرب قبائل والئی نجد کے خلاف خانہ جنگی میں مصروف تھے۔ ٹیونس، الجیریا اور مراکش فرانسیسی اثر کے زیر نگین تھے اور ایران میں ہر طرف بدنظمی اور ابتری کا دور دورہ تھا۔ اور یورپ کی سیاسی قوتیں جو طوفان بن کر اٹھی تھیں ہر طرف آندھی بن کر چھا چکی تھیں۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 227)

اس زمانہ میں سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی حکومت کے بادشاہ اور شرف عون الشریف مکہ مکرمہ کے امیر تھے۔ ایران میں ناصرالدین قاچار، افغانستان میں امیر عبدالرحمٰن خان اور مراکش میں سلطان عبدالعزیز برسراقتدار تھے۔ اور جرمنی پر قیصر ولیم دوم، روس پر نکولس ثانی، امریکہ میں بنجمن ہیریسن اور برٹش ایمپائر پر ملکہ وکٹوریہ کی حکمرانی تھی۔ وائسرائے ہند لارڈ لینسڈون اور گورنر پنجاب سر جیمز براڈوڈ لائل تھے۔ ہر طرف یاجوج ماجوج کی خوفناک طاقتیں مسلط ہو چکی تھیں۔ اور مسلمانان عالم کا زوال اور نکبت و ادبار انتہاء تک پہنچ چکا تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل 24-18 مارچ 2011ء صفحہ 9[تحریر مولانا دوست محمد شاہد صاحب])

یہی وہ مبارک دن ہے جس روز دور آخرین میں احیاء اسلام کی آسمانی تحریک کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اور حقیقی اسلام کی علمبردار اور فدائی جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس روز جماعت کی تاریخ میں پہلی بار اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اور سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا دست مبارک مبائعین کے ہاتھوں کے اوپر رکھتے ہوئے ان سے بیعت لی۔ یہ بیعت اولیٰ کہلاتی ہے۔ اس روز سے بیعت کا یہ طریق جماعت احمدیہ میں جاری و ساری ہے۔ ابتداء میں بیعت کی تقریب میں چند افراد شامل ہوا کرتے تھے۔ اور تقریب بھی مقامی نوعیت کی ہوتی تھی۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایم ٹی اے کی برکت سے یہ ایک عالمگیر تقریب بن چکی ہے جس میں ہر سال لاکھوں افراد خلیفہ وقت کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں۔ 23 مارچ 1889ء بمطابق 20 رجب 1310 ہجری جمعرات کا دن تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 مارچ 2010ء صفحہ 2[تحریر مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ لندن])

اس روز صبح نو بجے سے ایک بجے دوپہر تک حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان میں آیت ان الدین عند الله الاسلام پر ایک نہایت مؤثر اور ایمان افروز خطاب فرمایا جسے سامعین نے بے حد پسند کیا۔ اور درخواست کی کہ اسے جاری رکھا جائے۔ مگر اس کے دوران نماز ظہر کا وقت آگیا۔ چنانچہ نماز پڑھی گئی اور پھر ان سب بزرگوں نے کھانا کھایا اور بعد نماز عصر بیعت کا آغاز ہوا۔

(رجسٹر بیعت اولیٰ، اخبار الحکم 21 جنوری 1934ء صفحہ 6۔ روایت حضرت حافظ نور احمد صاحب لدھیانوی۔ حیات احمد جلد سوم صفحہ 24 تا 28 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی، مطبوعہ اسلامی پریس حیدر آباد اگست 1952 الفضل انٹرنیشنل 24-18 مارچ 2011ء صفحہ 9[تحریر مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت)

بیعت لینے کے لئے آپ علیہ السلام نے حضرت منشی صوفی احمد جان صاحب کے مکان کو پسند فرمایا۔ یہ وہی عارف باللہ اور پاک باطن صوفی بزرگ ہیں جو آپ علیہ السلام کے قدیم عشاق میں سے تھے۔ اور اس بات کے شدید خواہشمند تھے کہ آپ علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پائیں۔ آپ ہی نے ایک موقعہ پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اس وقت تو حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے آپ کو یہی جواب دیا کہ میں ابھی بیعت کے لئے مامور نہیں کیا گیا۔ مگر آہ کہ جب یہ وقت آیا تو حضرت صوفی صاحب اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن مسیح پاک علیہ السلام کی قدر شناسی اور ذرہ نوازی دیکھیے کہ آپ علیہ السلام نے بیعت اولیٰ کے لئے جس جگہ کا انتخاب فرمایا وہ اسی عاشق صادق کا مکان تھا۔ جو بعد ازاں تاریخ احمدیت میں دارالبیعت کے نام سے موسوم ہوا۔ اور مزید یہ کہ تین سو تیرہ بیعت کرنے والوں کی فہرست جب آپ علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع فرمائی تو ننانوے نمبر پر اس عاشق صادق کا نام بھی شامل فرمایا کہ یہ پاک انسان تو برسوں قبل ہی آپ کے مبائعین کے زمرہ میں شامل ہو چکا تھا۔

صوفی احمد جان صاحب کے مکان کا نقشہ مکرم برکت علی صاحب لائق نے ریویو آف ریلجنز جون جولائی 1943ء میں ان الفاظ میں کھینچا ہے:

''جاننا چاہیے کہ یہ جگہ لدھیانہ محلّہ جدید کوچہ ڈاکٹر احمد جان (احمدی) میں واقع ہے۔ اور اس کوچہ کی شمالی حد کو قائم کرتی ہے، جو اپنی موجودہ شکل میں ایک چھوٹی سی خوبصورت بیت، ایک چھوٹا حجرہ، دو کمروں اور ایک چھوٹے سے صحن پر مشتمل ہے۔ جس میں ہینڈ پمپ، غسل خانہ، جائے ضرورت وغیرہ ضروری چیزیں مہیا ہیں۔ بیت اور کمروں کے اندر بجلی کا ایک ایک قمقمہ آویزاں ہے۔ جنوبی حصہ میں کچھ زمین صاف پڑی ہے، جو ایک فیملی کوارٹر کی تعمیری صورت میں آنے کے لئے کسی چابک دست معمار کے انتظار میں چشم براہ ہے۔ کمروں کے دروازے باہر کوچہ میں بھی کھلتے ہیں اور دوسری طرف بیت اور صحن بیت میں بھی۔ شرقی کمرہ میں لائبریری ہے۔ اور اسی کمرہ کی مشرقی دیوار کے جنوبی کونے کے پہلو میں وہ مقدس جگہ ہے جہاں (حضرت) احمد قادیانی علیہ السلام نے بیٹھ کر پہلی بیعت لی تھی۔ یہ جگہ جو دارالبیعت کو آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ اور جانب جنوب اس کے ساتھ کا ملحقہ مکان دونوں صوفی صاحب مرحوم کی ملکیت میں تھے۔ رہائشی مکان میں وہ خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ اقامت پذیر تھے۔ اور دارالبیعت والی جگہ میں ان کا قائم کیا ہوا لنگر خانہ جاری تھا جو بھوکے لوگوں کی شکم سیری کی خدمت ادا کرتا تھا۔''

(ریویو آف ریلجنز جون جولائی 1943ء صفحہ 34-35)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مکان کے اس حجرہ میں تشریف لائے جو مکان کے شمال مشرقی کونہ میں ہے۔ اس وقت اس کی حالت ایک خستہ حال کچی کوٹھڑی کی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کمرہ کے جنوب مشرقی کونہ میں نیچے بیٹھ گئے اور انتہائی سادگی کے ساتھ بیعت کی تقریب کا آغاز ہوا۔ کمرہ کے دروازہ پر حضرت شیخ حامد علیؓ کو مقرر فرمایا اور ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتا جاؤں۔ سب سے پہلے جس خوش نصیب کو آپ نے بیعت کے لئے طلب فرمایا وہ آپ علیہ السلام کے فدائی اور سرتاپا عاشق حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب تھے۔ (الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 مارچ 2010ء صفحہ 2 [تحریر مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ لندن])

حضرت مولوی صاحب نے ایک عرصہ سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر رکھا تھا کہ جب حضور کو بیعت کا اذن ہو تو سب سے پہلی بیعت میری لی جائے۔ چنانچہ حضورؑ نے یہ درخواست منظور فرمالی ازاں بعد جب حضورؑ کو خدا کی طرف سے بیعت کا حکم ملا تو حضورؑ نے آپؓ کو بیعت سے پہلے استخارہ کا ارشاد فرمایا جس کا طریق حضورؑ نے یہ بتایا کہ اول دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں قُل یاایھا الکافرون۔ دوسری رکعت میں قُل ھو اللّٰہ پھر التحیات کے بعد نماز ہی میں دعائے استخارہ پڑھیں سات روز استخارہ کریں اگر ہر نماز کے بعد استخارہ ہو تو بہتر ہے ورنہ عشاء کے بعد تو ضرور چاہیے۔...... چنانچہ حضرت مولوی صاحب حضورؑ کے ارشاد کے تحت استخارہ کر کے لدھیانہ پہنچے۔ اس طرح اول المبائعین ہونے کا شرف آپؓ کو عطا ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

''نبی کو جو فراست دی جاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا۔ حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑتے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے۔ اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا''۔

حضورؑ نے جن الفاظ میں آپ سے بیعت لی تھی وہ آپؓ کی درخواست پر حضورؑ نے اپنے قلم سے لکھ کر آپؓ کو عنایت فرما دیئے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 122-121)

بیعت اولیٰ کے الفاظ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے قلم سے لکھے وہ درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت و سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا۔ اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور میں اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ ،اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی،اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(عکس الفاظ بیعت ، تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 123 ، ایڈیشن 2007)

پانچ احباب کو نام بنام بلانے اور ان سے بیعت لینے کے بعد حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے شیخ حامد علی صاحب سے فرمایا کہ اب آپ خود ہی ایک ایک آدمی کو اندر داخل کرتے جائیں۔ اس طرح سب سے فرداً فرداً بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس روز چالیس خوش نصیبوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ارشاد پر اس موقع پر ایک خصوصی رجسٹر تیار کیا گیا جس پر یہ عنوان لکھا گیا ''بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت''۔ اس میں سب مبائعین کے نام، ولدیت اور سکونت وغیرہ کا اندراج کیا گیا۔ بعض ابتدائی نام حضرت اقدسؑ نے خود اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔ اور باقی نام مختلف اوقات میں دیگر احباب نے درج کئے۔

(سیرت المہدی جلد نمبر 1 صفحہ 70، ایڈیشن 2008 مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب آف کپورتھلہ نے پہلے روز بیعت کی توفیق پائی۔ وہ اس بیعت کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں کہ: ''حضورؑ تنہائی میں بیعت لیتے تھے۔ اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔''

(اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 87 مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

مردوں سے بیعت لینے کے بعد حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اندرون خانہ تشریف لائے اور بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ تو ابتداء ہی سے آپ کے سبھی دعاوی پر کامل ایمان رکھتی تھیں اس لئے آپ نے الگ بیعت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اس روز سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ نے پائی جو حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اہلیہ اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ بیعت کی تقریب کے بعد جملہ حاضر احباب نے حضرت اقدس کے ساتھ آپ کے دستر خوان پر کھانا کھایا اور بعد ازاں نماز ادا کی گئی۔ حضرت اقدسؑ لدھیانہ میں 18 اپریل 1889ء تک قیام فرما رہے۔ ابتداءً محلّہ جدید میں اور پھر محلّہ اقبال گنج میں۔ اس دوران بیعت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ پہلے بیعت انفرادی رنگ میں ہوتی تھی پھر خطوط کے ذریعہ پھر مجمع عام میں۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 342)

بیعت کرنے والوں کو نصائح فرماتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

''دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نباہنا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپرواہ کر دے۔ دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دور۔ اس طرح دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے تیار رہو۔''

(ذکر حبیب صفحہ 436 تا 438)

''آپس میں اخوت و محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔...... ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 174`175 ایڈیشن 2003ء)

فرمایا: ''فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔ جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے۔ دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 620`621 جدید ایڈیشن)

مارچ 1903 میں عید کا دن تھا، چند احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''دیکھو جس قدر آپ لوگوں نے اس وقت بیعت کی ہے اور جو پہلے کر چکے ہیں ان کو چند کلمات بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ چاہئے کہ اسے پوری توجہ سے سنیں۔''

''آپ لوگوں کی یہ بیعت، بیعتِ توبہ ہے۔ توبہ دو طرح ہوتی ہے۔ ایک تو گزشتہ گناہوں سے یعنی ان کی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے۔ ان کی تلافی کرے اور حتی الوسع ان بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آئندہ کے گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدق دل اور خلوص نیت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغابازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا۔ پس چاہئے کہ اس کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کی جاوے اور صدق سے، نہ نفاق سے، اس کے حضور توبہ کی جاوے۔ توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونو سنور جاتے ہیں۔ اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان دونو میں آرام اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 143`144۔ ایڈیشن 2003ء)

بلاشبہ 23 مارچ 1889ء کا تاریخ ساز دن ایام اللہ میں سے ہے۔ جو اپنی عظمت و اہمیت کے اعتبار سے رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ یہی وہ مبارک دن ہے جب کہ دینِ حق کی نشأۃ ثانیہ کا چاند مطلع عالم پر طلوع ہوا۔ جس کی نورانی کرنوں سے زمین کے کنارے تک جگمگا اُٹھے۔ برصغیر پاک و ہند کے مایاناز انشاء پرداز اور اُردو ادب کے زبردست نقاد متعدد مذہبی اور علمی کتب کے مصنف علامہ نیاز فتح پوری نے ماہنامہ نگار لکھنؤ بابت ماہ جولائی 1960ء میں تحریر فرمایا کہ

''تحریک احمدیت کی تاریخ 1889ء سے شروع ہوتی ہے جس کو کم وبیش ستر سال سے زیادہ زمانہ نہیں گزرا لیکن اس قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت حاصل کی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردانِ خدا اسلام کی صحیح تعلیم کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں۔ اور جب قادیان اور ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اس وقت یورپ و افریقہ و ایشیا کے ان بعید و تاریک گوشوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے۔ جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ قدم آگے بڑھاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 24-18 مارچ 2011ء صفحہ 10 [تحریر مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت])

یہ ہے ذکر اس عظیم الشان اور یادگار دن کا جب جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ یہ دراصل ابتداء تھی ایک عظیم الشان روحانی عالمگیر انقلاب کی جو ازل سے اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ازلی تقدیر دن بدن روشن تر اور کل دنیا پر محیط ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے غلام اور عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی، عظمت، شوکت اور عالمگیر غلبہ کے متعلق جو جو بشارتیں عطا فرمائیں وہ ایک ایک کر کے پوری ہو رہی ہیں اور مومنین کے دلوں کو یقینِ محکم عطا کر رہی ہیں کہ احمدیت کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی تقدیر ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ اور دنیا کوئی طاقت بلکہ دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اس خدائی تقدیر کا راستہ ہرگز روک نہیں سکتیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اذن الٰہی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی اس زمانے میں ابتداءً آپ بالکل اکیلے تھے۔ کوئی دنیاوی مددگار اور ہمنوا نہ تھا۔ ہاں زمین و آسمان کا خالق، قادر و توانا خدا جس نے آپؑ کو بھیجا تھا وہ ہمیشہ آپؑ کے ساتھ تھا۔ (الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 مارچ 2010ء صفحہ 9 [تحریر مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ لندن])

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

جائے۔ اگر ایسے فنڈ کو جاری کیا جا چکا ہے تو اِس رقم کو اُس میں شامل کر لیا جائے اور اگر ابھی تک پراپرٹی خریدنے کے سلسلے میں کسی قسم کے فنڈ کو جاری نہیں کیا گیا تو اب انہیں چاہئے کہ اِس رقم کے ساتھ ایسے فنڈ کا آغاز کر دیں۔ مجھے امید ہے کہ لجنہ اماء اللہ یوکے (UK) مستقبل قریب میں اپنی پراپرٹی خریدنے کی کوشش کرے گی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج لجنہ اماء اللہ یوکے کا اجتماع اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ کئی مواقع پر مَیں نے آپ کو اس انتہائی اہم اور قابل عزت مقام کی یاددہانی کرائی ہے جو جماعت احمدیہ میں لجنہ اماء اللہ کو حاصل ہے۔ اگر ہم محض تعداد کے حوالے سے بھی جائزہ لیں تو ہماری جماعت میں خواتین کی تعداد مردوں کی تعداد کے بالمقابل زیادہ ہے اور یہی رجحان عمومی طور پر دنیا بھر کی آبادی میں بھی نظر آتا ہے۔ یہ امر کہ لجنہ اماء اللہ کو جماعت میں ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل ہے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ لجنہ کی تمام سرگرمیاں ان تعلیمات کی روشنی میں ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوئیں۔ جیسا کہ آپ سب جانتی ہیں کہ اِس دَور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کی خالص اور حقیقی تعلیمات کے احیاء اور ان کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس لئے آپ سب انتہائی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام الزمان کو پہچاننے اور ان کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں قرآن کریم نے عورتوں کو بعض ذمہ داریاں سونپی ہیں یا بعض حدود مقرر فرمائی ہیں وہاں قرآن کریم نے عورتوں کے بے شمار حقوق بھی وضع فرمائے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تمام اعمال صالحہ کا اجر عطا فرمائے گا وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان انعامات کے حقدار صرف مَرد ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کو ان کے اعمال صالحہ کی مناسبت سے اجر دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے احکامات جاری فرمائے ہیں جن پر بعض حالات میں عمل کرنا عورتوں کو مشکل لگے یا وہ اسے پابندی خیال کریں تو ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر بھی بہت بڑھا کر دیا جائے گا۔ مثلاً جہاں اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت محبت اور بخشش ان عورتوں پر بارش کی طرح نازل ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی فرمانبرداری کرتی ہیں۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ یہ فلاح پانے کا ذریعہ ہے۔ اس ایک لفظ فلاح کے کئی معانی ہیں اور کئی مثبت پہلو ہیں۔ چند کا ذکر کرتا ہوں۔ فلاح کے معنی ہیں ترقی، کامیابی اور اس چیز کا حصول جس کی ایک انسان کا دل تمنا یا جستجو کرتا ہے اس کے معنی خوشی، سکون، سلامتی اور حفاظت بھی ہیں۔ فضلوں کی ایک دائمی حالت، زندگی کا حقیقی آرام اور طمانیت کو بھی فلاح کہا جاتا ہے۔

فلاح کے ان مطالب کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کس قدر بھلائی چاہنے والا اور پیار کرنے والا ہے جہاں اس کے محض ایک حکم کی اطاعت کرنے کے ساتھ کس قدر وسیع فضل اور کئی قسم کے اجر منسلک ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محض اس ایک حکم کی تعمیل کے نتیجے میں دائمی تحفّظ اور سلامتی عطا ہوتی ہے اور عمر بھر کے لئے فضل نازل ہوتے ہیں جو صرف اس دنیا تک محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی انسان ان فضلوں کو حاصل کرتا ہے۔ ایک عورت کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا اور کیا ذریعہ ہوگا کہ اسے علم ہو جائے کہ محض اس ایک حکم کی اطاعت کے بدلے میں اسے اس قدر اجر عطا کیا جائے گا۔ اگر عورتیں صحیح طریق پر پردہ کریں تو وہ اپنے آپ کو بیشمار خطرناک اور نامناسب حالات سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔

ایک غیر مسلم عورت نے کچھ عرصہ پہلے ایک مضمون تحریر کیا جس کا مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اس عورت نے لکھا کہ وہ مرد جو حجاب کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں اور اس مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں دراصل وہ عورتوں کے حقوق کے لئے نہیں لڑ رہے بلکہ وہ صرف اپنی شہوانی اور ناپاک خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکم بھی بغیر کسی وجہ یا مقصد کے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ایک شخص کے لئے انفرادی طور پر اور معاشرے کی سطح پر بھی منفعت کا موجب ہے۔ احکاماتِ الٰہیہ اس زندگی میں موجود کئی خطرات اور رکاوٹوں سے حفاظت کا ذریعہ ہیں اور یہ اخروی زندگی میں بھی ہمارے لئے بہترین اجر اور انعامات کے حصول کی یقین دہانی کا ذریعہ ہیں۔

بطور احمدی ہم حقیقی طور پر خوش قسمت ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اسلام کی حقیقی راہ سے روشناس کرایا جو اعتدال پسندی کی راہ ہے۔ ہم ان انتہا پسند مسلمانوں کی طرح نہیں جو اپنی عورتوں کو اپنے چہرے اور جسم کے ہر حصے کو یہاں تک ڈھانپنے پر مجبور کرتے ہیں کہ گویا وہ چوروں اور ڈاکوؤں کے بھیس میں نظر آتی ہیں جو اپنی شناخت چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ہم ایسے مسلمانوں کی طرح بھی نہیں جو اس شدید عمل کے ردّعمل کے طور پر دوسری انتہا کو پہنچ رہے ہیں جہاں انہوں نے اپنے سکارف یا دوپٹے بھی اتار دیئے ہیں اور بے حیائی سے اس قدر میک اَپ (make up) کئے ہوئے چلتی پھرتی ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو تضحیک یا تمسخر کا نشانہ بنا رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب تو پاکستان میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے غیر مناسب لباس تیار کئے جا رہے ہیں جہاں شلوار قمیض کے ساتھ دوپٹہ بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ عورتیں اور لڑکیاں اپنے گلے اور سینے کو ڈھانپے بغیر کھلم کھلا گھومتی پھرتی ہیں۔ اس قسم کے لباس کو تو محض بے شرمی اور بے حیائی ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہم احمدی اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں جو اعتدال پسندی کی تعلیمات ہیں اور ہم ان انتہا پسندوں کی طرح نہیں جو اپنی عورتوں کو اس طرح برقع اوڑھنے پر مجبور کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں بھی نظر نہیں آتیں۔ بدقسمتی سے ایسے لوگ موجود ہیں اور اس کے متعلق حال ہی میں ایک لطیفہ منظر عام پر آیا جس میں کسی نے ایک کارٹون بنایا ہوا تھا جس میں ایک گاڑی کو شٹل کاک برقع پہنے دکھایا گیا جس کے سامنے مکمل پردہ تھا۔ اس کارٹون کے نیچے یہ تحریر کیا گیا تھا کہ طالبان نے عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت دے دی۔ یعنی اگر ایک گاڑی برقع پوش یا مکمل طور پر پردے سے ڈھکی ہوگی تو تب ہی ایک عورت کو گاڑی چلانے کی اجازت ہوگی۔ یہ مضحکہ خیز باتیں ہیں۔ گو کہ یہ ایک مذاق تھا مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ انتہا پسندانہ رویہ بعض لوگوں میں رائج ہے جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول نہیں کیا۔ اس لئے وہ صریحاً غلط اور غیر منطقی نظریات کی پیروی کرتے ہیں۔

اسلام کی حقیقی تعلیمات جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائیں اور آپ نے واضح طور پر فرمایا کہ عورتوں کو گھروں سے باہر لے جانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ آپؐ تو خود اپنی حرم مبارک حضرت ام المومنینؓ کے ساتھ سیر پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ہم راستوں یا کھیتوں میں سیر کرتے تھے اور آپؑ کسی ایسے شخص کی پرواہ نہیں کرتے تھے جو سمجھے کہ ایسا کرنا غلط ہے یا جو اعتراض یا نکتہ چینی کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ انسان کو تازہ ہوا سے لطف اٹھانا چاہئے تاہم ایسا کہیں نہیں کہا گیا کہ صرف مرد ہی تازہ ہوا سے فائدہ اٹھائیں۔ بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ مسلسل گھر کی چاردیواری میں محصور رہنے سے کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سامنے رکھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باہر لے جایا کرتے تھے اور جنگوں میں بھی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتی تھیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 322-321۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس پردے سے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ دونوں طرف ہمیں انتہا پسندی نظر آتی ہے۔ یورپ اور عموماً مغربی دنیا میں معاشرہ اس قدر آزاد خیال اور بے حیائی میں آگے بڑھ چکا ہے کہ زنا، فحاشی اور بدکاری اب عام ہے۔ دوسری طرف ایسے مسلمان ہیں جن کی مَیں نے مثال دی ہے جیسے طالبان جو اس قدر انتہا پسند ہیں کہ ان کی عورتوں کو گھر سے نکلنے پر بھی پابندی ہے۔ چنانچہ کبھی اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو مت بھولیں کہ اس نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اسلام کی حقیقی راہ دکھائی ہے۔

جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم دیا ہے وہاں اس نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس کے احکامات کی پیروی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا دائرہ بھی وسیع ہے اور وہ انعامات کئی گنا زیادہ ہیں جو اس جہان میں اور اگلے جہان میں بھی انسان کو عطا کئے جائیں گے۔ جب ہم یہ ادراک حاصل کر لیتے ہیں تو کیا عقل اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ ہم اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں اور اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہیں۔

چند ماہ قبل مَیں نے عملی اصلاح کے موضوع پر سلسلہ وار خطبات دیئے تھے اور واضح کیا تھا کہ عملی اصلاح کی کنجی یہ ہے کہ کسی گناہ یا برائی کو چھوٹا یا معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ہر وہ بات جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے گناہ سمجھنا چاہئے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ یاد رکھیں بظاہر معمولی گناہ بڑے گناہوں اور برائیوں کے لئے دروازے کھول دیتے ہیں اور بڑی برائیاں آہستہ آہستہ اندر آ جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم کوئی ایسا عمل کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی تعلیمات کے خلاف ہو تو ہم اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتے ہیں اور جب ہم اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتے ہیں تو ہم اس کے فضلوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور گناہ کے ارتکاب سے بچنے کے لئے عطا کردہ تحفّظ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں کروڑوں مسلمان ہیں مگر پھر بھی چند ہی ایسے ہیں جو دین کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اس روحانی انحطاط یا گراوٹ کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے بظاہر نسبتاً چھوٹے احکامات کو اہمیت دینا چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے دین سے مکمل طور پر دُور ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کیا ہے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ اپنی زندگیوں کو اس نہج پر گزاریں کہ جس کا اللہ تعالیٰ ہم سے تقاضا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص بیعت میں داخل ہوتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سمجھے کہ بیعت محض زبانی اقرار کا نام نہیں بلکہ اپنے آپ کو دین کی راہ میں بیچ دینا ہے۔ سو بیعت کنندہ کو اپنے عقیدے کی خاطر ہر قسم کی تذلیل اور نقصان کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو زبانی طور پر تو بیعت کے الفاظ دہراتے ہیں مگر وہ شرائط بیعت پر پورے نہیں اترتے۔ اس لئے جب کبھی انہیں کسی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ انہیں نقصان کیوں پہنچا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف بیعت کر لینا کافی ہے اور پھر توقع کرتے ہیں کہ انہیں کبھی مشکلات یا مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 17۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ بیعت کرنے کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ کے بظاہر چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی اطاعت کرنی چاہئے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو جو بنیادی تعلیم دی ہے وہ غیب پر ایمان ہے۔ ایمان بالغیب اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان موت کے بعد زندگی پر غیر متزلزل ایمان لائے۔ اس لئے ہمیں اس ابدی زندگی کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ ایمان بالغیب ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے دل میں مخفی ہر بات کو جانتا ہے اور اسی مناسبت سے جزا اور سزا دیتا ہے۔ اس لئے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہیں مانتے تو ہمیں یہ کہہ کر بیچارگی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہم سے بہتر سلوک کرنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر ایک اور احسان یہ بھی ہے کہ آپ نے ہمیں سکھایا کہ مردوں کو عورتوں پر دباؤ ڈالنے یا اپنے تسلّط میں لانے کا حق نہیں بلکہ آپ نے تو فرمایا کہ ہر مرد کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور اس طرح عورتوں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 218-217۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ مرد عورتوں پر ناحق پابندیاں عائد کرتے پھریں اور اپنے آپ کو مکمل طور پر آزاد کر لیں۔ سو پہلا حکم مَردوں کے لئے ہے کہ تقویٰ سے زندگی بسر کریں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو عورتیں قدرتی طور پر ان کا نمونہ پکڑتے ہوئے اقتدا کریں گی۔ اگر ہم قرآن کریم کے پردے سے متعلق احکامات کا مطالعہ کریں جو سورۃ النور میں درج ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور پردہ کریں لیکن اس سے پہلے یہ حکم درج ہے کہ مرد بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اس لئے حقیقی اسلامی معاشرے میں پہلے مَردوں کو نیکی اختیار کرنے کا حکم ہے۔ عورتوں کو بتایا گیا ہے کہ اگر وہ اس حکم کی فرمانبرداری کریں گی تو انہیں فلاح کی شکل میں اجر دیا جائے گا۔ یعنی

تحفظ اور وہ تمام اجر دیئے جائیں گے جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اور مَردوں سے کہا گیا ہے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے اللہ تعالیٰ عورتوں کو اپنی محبت اور قرب کی شکل میں انعام عطا فرما رہا ہے جبکہ مَردوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اس کے احکامات کی خلاف ورزی کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں سزا دے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر عورتیں پردہ نہ کریں اور حیاداری سے کام نہ لیں اور مَردوں کے ساتھ آزادانہ ملیں جلیں تو یہ اس بات کے مترادف ہے کہ گویا کوئی شخص کُتے کے آگے روٹی ڈال دے اور اس بات کی توقع کرے کہ کُتا اس روٹی پر منہ نہ مارے۔ اس لئے عورتوں کو اپنی پاکدامنی کی خود حفاظت کرنی چاہئے اور مَردوں کی آزاد نظروں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ (ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد10 صفحہ 344-343)

ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ احمدی عورت کو ہمیشہ اپنے وقار اور عزت کی حفاظت پردہ میں رہ کر کرنی چاہئے۔

آج کے معاشرے میں ہر قسم کے شعبے اور قومیت کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ان کی اکثریت مسلمان عورت کے حقیقی مقام کو نہیں پہچانتی۔ اس لئے ہماری عورتوں کو اپنی پاکدامنی کے تحفظ کے لئے بہت محتاط ہونا چاہئے اور اپنے وقار اور عزت کی حفاظت کرنی چاہئے۔

جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیعت محض زبانی اقرار کا نام نہیں بلکہ ایک احمدی کو مسلسل اپنے آپ کو بہتر کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے مَیں ہر احمدی عورت سے اور بچی سے کہتا ہوں کہ وہ ہر رنگ میں اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کریں۔ آپ کی روحانی ترقی صرف موجودہ نسل کو فائدہ نہیں پہنچائے گی بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کی حفاظت کی بھی ضامن ہوگی کیونکہ اگلی نسل آپ ہی کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے، پرورش پا رہی ہے اور تربیت حاصل کر رہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی بیعت میں شامل ہوتا ہے اسے اپنی بیعت کے مقصد کو سمجھنا چاہئے۔ اسے اپنے آپ سے یہ پوچھنا چاہئے کہ اس نے دنیا کی خاطر بیعت کی ہے یا اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں اور انعامات کے حصول کے لئے کی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بدقسمتی سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو بیعت کرتے ہیں مگر روحانیت میں ترقی نہیں کرتے اور وہ دینی علم سے بے بہرہ رہتے ہیں اور روحانیت کے ادراک اور بصیرت سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے عمل حقیقی حسن اور نیکی سے خالی ہوتے ہیں۔ نیکی میں ترقی کرنے کی بجائے وہ اپنے تئیں گناہ اور معصیت میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد کو تنبیہ فرمائی کہ یاد رکھو کہ یہ زندگی عارضی ہے۔ چاہے عُسر ہو یا یُسر، یہ چند دن، ماہ یا سالوں میں ختم ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگلے جہان کی زندگی دائمی ہے۔ اس لئے اس عارضی زندگی کا ہر لمحہ آخرت کی زندگی کے لئے بیج بونے میں صرف ہونا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں مزید اس بات کی تعلیم دی کہ بیعت کے ذریعہ دو عظیم فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ خالص ہو کر روحانی اصلاح کی توفیق پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندے کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد6 صفحہ 141، 142و145۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس لئے ہمیں مسلسل اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ کیا ہم اپنے آپ کو شیطان سے محفوظ کر رہے ہیں اور اپنے دلوں کو گناہ سے پاک کر رہے ہیں؟ ہم شیطانی حملوں سے اس وقت ہی بچ سکتے ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق بجالانے اور اس کے احکامات کی پیروی کرنے کی طرف توجہ دیں گے۔ اگر ہم ایسا کر رہے ہیں تو پھر ہی ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں۔ آپ میں سے اکثریت جو میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہے پیدائشی احمدیوں کی ہے جن کے آباؤ اجداد نے احمدیت قبول کی۔ یہ حقیقت کہ ان کی آنے والی نسلیں احمدیت اور خلافت سے وابستہ ہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں اور نیک اعمال کو قبول فرمایا۔

یاد رکھیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ کے آباؤ اجداد نے بہت سی مشکلات کا سامنا کیا اور قربانیاں دیں۔ ان میں سے کئی افراد کو اپنے دوستوں اور خاندانوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ وہ اس دنیا اور اپنے پیاروں کو اپنے ایمان کی خاطر چھوڑنے کو تیار تھے اور یقیناً آپ میں سے کئی ایسے ہیں جن کے بڑوں کو پاکستان میں احمدیوں پر مسلسل ڈھائے جانے والے مظالم کے نتیجہ میں اپنا گھربار چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ مگر اس قسم کی قربانیاں بے سُود ہیں اگر ان کے ساتھ مذہب پر عمل پیرا نہ ہوں اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے نہ ہوں۔ اس لئے آپ سب کو دوسروں کے لئے نیک نمونہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے یہاں کے مقامی لوگوں کے لئے نجات اور ان کی حق کی طرف رہنمائی کا ذریعہ بنیں۔ آپ کا کردار اور شخصیت آپ کے ماحول میں رہنے والوں کو اپنی طرف کھینچنے والی ہو تاکہ آپ حقیقی اسلام کی خوبصورتی اس معاشرے پر ظاہر کرنے کا موجب بن جائیں۔ آج اسلام پر ہر طرف سے حملے کئے جا رہے ہیں اور اس کو بدنام کیا جا رہا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری ہے اور اس کا یہ کام ہے کہ ان غیر منصفانہ الزامات کا جواب دے۔ یہ احمدی مسلمانوں کا کام ہے کہ ان دھبوں کو دھوئیں جو اسلام کے وقار کو دھندلا کر رہے ہیں اور اسلام کی حقیقی اور خالص تعلیمات پر تیز چمکتی ہوئی روشنی ڈالیں۔ لیکن آپ صرف اس وقت ایسا کر سکتے ہیں جب آپ کے اپنے اعمال کا معیار اعلیٰ ترین ہو۔ جب آپ ایسے معیار حاصل کریں گے تب ہی آپ کا عمل اس بات کا ثبوت ہوگا کہ اسلام وہ سچا مذہب ہے جو فطرت انسانی سے عین مطابقت رکھتا ہے۔

لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہونے کی حیثیت سے خاص طور پر یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس الزام کا تدارک کریں کہ نعوذ باللہ اسلام عورتوں پر سختی اور ظلم کی تعلیم دیتا ہے۔ آج میں نے خاص طور پر پردے کے متعلق بات کی ہے حالانکہ اسلام میں متعدد اور احکامات بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سمجھا جاتا ہے کہ پردہ عورت سے اس کے بنیادی حقوق چھینتا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ درست نہیں۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ پردہ اور حجاب عورت کو اس کا حقیقی وقار، خودمختاری اور آزادی دلاتا ہے۔ حجاب ایک عورت کو محض ظاہری تحفظ نہیں دیتا بلکہ اسے روحانی تحفظ اور دل کی پاکیزگی دینے کا بنیادی ذریعہ ہے۔

جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم بھی معمولی یا غیر اہم نہیں سمجھنا چاہئے۔ ہر حکم اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی نوع انسان اس کی عبادت کریں اور یہ عبادت ہی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ عبادت دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا نام ہے۔ لیکن اس کے علاوہ حقیقی عبادت اس بات کا بھی تقاضا کرتی ہے کہ ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ہو۔ اگر یہ ہمارا مقصد ہوگا تو ہمارا ہر عمل چاہے بڑا ہو یا چھوٹا وہ عبادت کی ایک صورت بن جائے گا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے گھروں کی نگرانی کریں اور بچوں کی تربیت کریں تو اگر وہ ایسا کریں گی تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کے زُمرہ میں آجائے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے وقار اور پاکدامنی کا تحفظ کرے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شادی کرے تو یہ بھی عبادت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بیشمار اور احکامات ہیں جن کی پیروی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہے۔ اگر آپ ایسے معاشرے میں رہتی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے کسی خاص حکم کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے یا اس کی تضحیک کی جاتی ہے اور آپ مسلسل اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی فرمانبرداری کرتی ہیں تو پھر آپ اپنی ثابت قدمی کی وجہ سے مزید اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور انعامات کی وارث قرار پائیں گی۔ اس لئے اس معاشرے میں آپ حجاب کے مناسب معیار کو اختیار کرنے پر یقیناً اللہ تعالیٰ کے اجر عظیم کی مستحق ہوں گی۔ اگر آپ ایسا کریں گی تو آپ بیرونی اور اندرونی طور پر پاکیزگی کی حامل ہوں گی۔ جب آپ کا لباس باوقار ہوگا تو قدرتی طور پر یہ آپ کے دلوں اور ذہنوں میں پاک خیالات داخل ہونے کا ذریعہ ہوگا۔ جب آپ مناسب اور احسن لباس اللہ تعالیٰ کی خاطر پہنیں گی تو قدرتی طور پر آپ کی سوچ کا اگلا قدم یہی ہوگا کہ آپ اور کن طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتی ہیں اور آپ ایک پاک اور صالح زندگی کے حصول کے لئے نئی راہوں کو تلاش کرنے والی ہوں گی۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارا ہر عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہونا چاہئے اور جو کچھ بھی اس کی خاطر کیا جاتا ہے چاہے وہ نماز ہو یا کوئی اور عمل ہو وہ عبادت ہی کے زمرہ میں آتا ہے اور ہر احمدی کو یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے۔ آپ کو ہمیشہ اپنے اس ایمان پر پختہ ہونا چاہئے کہ جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود قائم فرمایا ہے اور وہ ہر ممکن رنگ میں جماعت کی مدد اور نصرت فرما رہا ہے۔ بہت سی عورتیں جو میرے سامنے آج بیٹھی ہوئی ہیں ایسی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے خود جماعت احمدیہ کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ اس طرح ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی جماعت میں شامل ہونا ضروری تھا۔ اس سال کے جلسہ سالانہ اور عالمی بیعت کی تقریب اور احمدیوں کے نمونہ کو خود مشاہدہ کرتے ہوئے بہت سے ایسے لوگ تھے جن میں ایک انگریز خاتون بھی شامل تھیں جنہوں نے احمدیت میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو بدل رہا ہے اور انہیں احمدیت کی طرف مائل فرما رہا ہے یہ اس بات کا عظیم ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو کامیاب اور کامران کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لئے ایسا چاہتا ہے تاکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور شان و شوکت ایک مرتبہ پھر دنیا کے ہر کونے میں قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور نصرت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور اگر ہم اس نصرت الٰہی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک فرد جماعت کو اپنی روحانی حالت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بیعت کے دو حصے ہیں ایک حصہ ایمان اور عقیدے کا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدعات سے منسلک خطرات کے بارہ میں تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ اس جماعت کو ان تمام باتوں سے بچنا چاہئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ بدعات کئی مختلف طریق پر ظاہر ہو سکتی ہیں جو لوگوں کو ایمان کی اصل روح سے دُور لے جاتی ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد6 صفحہ 364۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

مثلاً دوسروں کے خوف کی وجہ سے حجاب سے اعراض کرنا یا دوسروں کی خواہش کی پیروی میں شادیوں پر فضول خرچی کرنا یا نمازوں کو بغیر وجہ کے جمع کر کے ادا کرنا یہ تمام بدعات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ تمام بدعات کی مثالیں ہیں جو بنی نوع کو مذہب سے ایمان سے اور خدا تعالیٰ سے دُور لے گئی ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے مذہب کو ہی آلودہ کر دیا ہے۔

آپ نے ہمیں تعلیم دی کہ آپ کی بیعت کا دوسرا حصہ اسلام کی تعلیمات اور عقیدے کے مطابق اپنے عمل کو ڈھالنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ محض کلمہ پڑھنا ہی کافی نہیں۔ ورنہ قرآن کریم کے اس قدر طویل اور مفصّل ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ ایک انتہائی خوبصورت تمثیل بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایمان ایک باغ کی طرح ہے جو انتہائی خوبصورت پھولوں اور پھلوں سے لدا ہوا ہے۔ جبکہ ایمان کا عملی حصہ اس شفّاف پانی کی طرح ہے جس کے ذریعہ اس باغ کی پرورش کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قطع نظر اس کے کہ کس قدر خوبصورت باغ ہے آخر کار وہ باغ اجڑ جائے گا اگر وہ اس پانی سے محروم ہو جائے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔ خواہ تعلیمات کتنی ہی پائیدار کیوں نہ ہوں اگر ان پر عمل نہ کیا جائے تو شیطان مداخلت کر کے انہیں ناقص کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اسلام کی یہی حالت اس کی تیسری صدی ختم ہونے کے بعد ہوئی جب وقت گزرنے کے ساتھ مسلمان اپنی تعلیمات بھول گئے اور باوجود اس کے کہ قرآن کریم اپنی اصل حالت میں محفوظ تھا مگر ان کے دل ایمان سے محروم ہو گئے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد6 صفحہ 366-365۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اب یہ دَور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دَور ہے اور اسی طرح وہ لوگ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوں گے وہ دیکھیں گے کہ ان کا ایمان کمزور پڑ جائے گا اور آخر کار کلیۃً ان کے دلوں سے غائب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ حقیقی اسلام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دنیا میں دوبارہ قائم ہوگا اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہماری جماعت کو قائم فرمایا گیا۔ ہمیں ہمیشہ اس مقصد کو اپنی زندگیوں کا مطمح نظر بنائے رکھنا چاہئے اور ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیمات پر اپنی تمام استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عمل پیرا ہونا

چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا تو ہم بارہا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت افرادِ جماعت کے ساتھ ہے۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

اب مَیں اس کی چند مثالیں دیتا ہوں۔ ایک احمدی خاتون جن کا تعلق کینیڈا سے ہے انہوں نے پردے سے متعلق اپنا تجربہ تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہیں نوکری کے حصول میں اس وجہ سے دشواری پیش آئی کیونکہ وہ پردہ کرتی تھیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ سے یہ عہد کیا تھا کہ جو کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے پردہ پر سمجھوتا نہیں کریں گی۔ انہیں بعد ازاں مختلف نوکریاں ملیں مگر حجاب پر پابندی کی وجہ سے انہیں وہ نوکریاں چھوڑنی پڑیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی خاطر انہوں نے دنیا کو پس پشت ڈال دیا لیکن کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس قربانی کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

ایک اور خاتون جن کا نام ماریہ صاحبہ ہے اور جرمن خاتون ہیں لکھتی ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے حجاب پہننا شروع کر دیا۔ وہ جرمنی میں ایک ہسپتال میں کام کرتی تھیں اور انتظامیہ نے کہا کہ حفظان صحت کے مدّنظر انہیں حجاب ترک کرنا ہوگا۔ انہوں نے مجھے دعا کے لئے لکھا اور میں نے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرے کہ وہ امن اور سکون کے ساتھ کام کر سکیں۔ آخر کار انہیں اپنی نوکری سے مستعفی ہونا پڑا کیونکہ ہسپتال کی انتظامیہ اپنے مطالبات سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں تھی لیکن ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا اور پھر ایسا ہوا کہ جلد ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں بہتر نوکری عطا فرما دی۔ الحمدللہ

بنگلہ دیش سے ایک احمدی خاتون صدیقہ صاحبہ جو انجینئر تھیں اور ایک نجی کمپنی میں کام کرتی تھیں انہوں نے 2011ء میں جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے اپنے کام سے چھٹی کی درخواست داخل کی۔ جب ان کی کمپنی کے افسران کو علم ہوا کہ وہ ایک احمدی ہیں اور اپنے خلیفہ کو ملنے کے لئے لندن کے سفر پر جانا چاہتی ہیں اور وہاں جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنا چاہتی ہیں تو انہوں نے ان پر مستعفی ہونے کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ انہوں نے نتیجۃً نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔ ایسا کرنے کے بعد انہوں نے مجھے دعا کے لئے لکھا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے مضبوط ایمان کی جزا دی۔ وہ لکھتی ہیں کہ عام طور پر بنگلہ دیش میں نوکری حاصل کرنا ایک بہت ہی محال امر ہے۔ انہیں بغیر کسی مشکل کے بہت بہتر نوکری ایک سادہ آن لائن ایپلیکشن (application) کے ذریعہ مل گئی۔ اس لئے دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل کرتا ہے اور ان پر اپنے انعام نازل فرماتا ہے جو اپنے دین کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یہ بیعت کے ان الفاظ کا حقیقی مفہوم ہے کہ مَیں اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی قربانی کو رائیگاں نہیں جانے دے گا خواہ وہ بڑی ہو یا کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح کوئی فردِ جماعت جسے احمدی ہونے کی وجہ سے کسی بھی قسم کے ظلم یا مخالفت کا سامنا ہے وہ دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے صبر اور استقامت کی بہترین جزا عطا فرمائے گا۔ یہ مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور یہ مثالیں ہمیں اپنے دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے تحریک کرنے والی ہونی چاہئیں۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر ہی ہم حقیقی احمدی کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ مَیں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ آپ اپنے ایمان کے کسی بھی حصے یا اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو غیر اہم مت سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات یکساں طور پر اہم ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور قرب کی طرف لے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اپنے ایمان کے ہر پہلو کا عملی طور پر احسن رنگ میں اظہار کرنے والی ہوں۔ خدا کرے کہ آپ سب جو اس معاشرے میں رہتی ہیں مسلسل اپنے وقار اور شرم و حیا کی حفاظت کرنے والی ہوں اور دوسروں کے لئے نیکی کا بہترین نمونہ بننے والی ہوں جسے دیکھ کر دوسرے اس کی تقلید کریں۔ خدا کرے کہ آپ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں میں ایمان کی حقیقی روح پھونکنے والی ہوں۔ خدا کرے کہ آپ سب اپنے کردار سے ان لوگوں کو غلط ثابت کرنے والی ہوں جو اسلام پر الزام لگاتے ہیں کہ اسلام عورتوں سے ناروا سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ درحقیقت آپ سب تمام دنیا پر یہ بات ثابت کریں کہ جماعت احمدیہ کی عورتیں اور بچیاں اسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشن مثالیں ہیں اور آزادی کے حقیقی مفہوم کو سمجھتی ہیں جس کے ذریعہ عورت کا وقار اور عزت قائم ہوتا ہے۔

اس سال کے جلسے کے ایک واقعہ کے ساتھ میں اپنے خطاب کو ختم کرتا ہوں۔

ایک عیسائی صحافی خاتون جلسہ دیکھنے کے لئے آئیں اور بڑے احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے سکارف بھی پہنا۔ انہوں نے کافی وقت جلسے کے زنانہ حصے میں گزارا اور ہماری کئی لجنہ کی ممبرات سے ملاقات کی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ پہلے ان کا یہ خیال تھا کہ شاید مسلمان عورتوں کو آزادی حاصل نہیں اور مَردوں اور عورتوں کو علیحدہ رکھنا ظلم ہے۔ لیکن احمدی عورتوں میں وقت گزارنے کے بعد ان کا اب یہ تاثر ہے کہ احمدی عورتوں کی تعظیم اور احترام دوسری ہر عورت سے زیادہ ہے۔ درحقیقت انہوں نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ انہیں اپنے ہی گرجے میں بھی کبھی اتنی عزت اور احترام نہیں ملا۔ انہوں نے کہا کہ انہیں ایسے ماحول میں چلنے پھرنے کی افادیت کا بھی علم ہوا جہاں کوئی مرد نہیں تھا اور اس سے انہیں ایک آزادی کا احساس ہوا۔ اس لئے ہماری خواتین یا بچیوں کو حجاب سے متعلق کسی قسم کے بھی احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ یاد رکھیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے دوسروں کو سیدھا راستہ دکھانا ہے۔ ہم نے ان کی تقلید نہیں کرنی۔ اس لئے یہ وہ معیار ہیں جن کو آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ ایسا کر سکیں تا کہ تمام دنیا حقیقی اسلام اور عورتوں کو اسلام میں دی جانے والی حقیقی آزادی سے روشناس ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ پر ہر رنگ میں اپنے فضل نازل فرمائے۔

یہاں بہت سی ایسی خواتین ہیں جو انگریزی زبان نہیں سمجھتیں۔ سو اُن کے لئے مَیں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو زبان میں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ:

آپ میں سے اکثر پاکستان سے آنے والی ہیں جو گزشتہ چند سالوں میں پاکستان سے آئی ہیں یا جرمنی سے آنے والی ہیں جو گزشتہ چند سالوں میں جرمنی سے آ کر یہاں آباد ہوئی ہیں۔ اکثریت ایسی ہے جو وہ جرمنی سے آنے والی یا پاکستان سے آنے والی ہوں، سوائے چند ایک کے اکثریت ان خواتین، ممبرات کی ہے جن کو اپنے ملک میں مذہب کی آزادی نہیں ہے اور مذہبی آزادی کے نہ ہونے کی وجہ سے انہیں ملک چھوڑنا پڑا۔ اور مذہب کی وجہ سے ہجرت جو ہے اس کی اللہ تعالیٰ نے بھی اجازت دی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ جن کی persecution ہوتی ہے، جن پر ظلم کئے جاتے ہیں اگر وہ مذہب کی وجہ سے اپنے ملک کو چھوڑتے ہیں، اپنے وطن کو چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بہتر انعام دے گا۔ ان کے حالات کو بہتر کرے گا۔ اور آپ سب جانتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِلّا ماشاء اللہ ساروں کے حالات یہاں آ کر بہتر ہی ہوئے ہیں۔ آپ کی اپنی کوئی قابلیت نہیں تھی کہ آپ سمجھیں کہ اپنی قابلیت کی وجہ سے یہاں آ کر آپ کو اس ملک میں رہنے کی اجازت ملی ہے۔

ان ملکوں پہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس لئے ہے کہ یہ لوگ محنت کرتے ہیں اور یہاں تعلیم کی قدر ہے۔ اور تعلیم کی وجہ سے اِن کے حالات بھی بہتر ہیں۔ اکثریت جو عورتوں کی پاکستان سے یا جرمنی سے آئی ہے ان کے تعلیمی حالات ایسے نہیں ہیں کہ ان کو کہا جائے کہ کسی اعلیٰ لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے برٹش گورنمنٹ مجبور ہوگئی، یوکے کی حکومت مجبور ہوگئی کہ ان کو یہاں اسائلم دیا جائے یا ان کو ٹھہرنے کے لئے جگہ دی جائے۔ یہ سب کچھ جو آپ کو ملا ہے وہ احمدیت کی وجہ سے ملا ہے۔ اس وجہ سے ملا ہے کہ اپنے ملک میں آپ پر ظلم ہو رہا تھا۔ جو جرمنی سے آئی ہیں وہ لوگ بھی کچھ عرصہ پہلے اسی وجہ سے پاکستان سے جرمنی آئے تھے کہ پاکستان میں مذہبی آزادی نہیں تھی۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو یہ انعام دیا ہے یہ جماعت احمدیہ کی وجہ سے دیا ہے۔ آپ کے حالات جو بہتر ہو رہے ہیں یہ جماعت احمدیہ کی وجہ سے ہو رہے ہیں اور مَیں نے جو باتیں ابھی انگریزی میں انگریزی دان طبقے کے لئے کہیں ہیں وہ یہی ہیں کہ، ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد ہم نے اپنا بیعت کا حق ادا کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب ہم عملاً اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ ہم عملاً قرآن کریم کی حکومت کو اپنے اوپر لاگو کریں۔ قرآن کریم نے ہمیں بہت سارے احکامات دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ سات سو احکامات کا ذکر فرمایا ہے۔

(ماخوذ از کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

گو دوسری جگہوں پر اور بھی تعداد لکھی ہوئی ہے لیکن بہرحال سات سو احکامات کے بارے میں بتایا۔ تو اگر ہم لوگ قرآن کریم کے احکامات کو دیکھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں یا کرتے تو ہم بیعت سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے والوں کے لئے مقدر کیا ہوا ہے۔ پس اپنے حالات کو دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت کرو۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنی اور اپنی بچیوں کی عزت و ناموس اور عصمت کی حفاظت کریں۔ اپنے گھروں میں اپنے بچوں اور خاوندوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ بعض دفعہ بعض چھوٹے چھوٹے معاملات میں گھروں میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس میں جو ہماری بڑی بوڑھیاں ساسیں، مائیں ہیں ان کا کردار بھی بہت ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ گھروں میں امن اور سکون پیدا کریں اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کے گھروں کو بعض دفعہ بعض عورتیں برباد کر رہی ہوتی ہیں۔ ان سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ صبر اور حوصلے کے ساتھ یہ برداشت کرنی چاہئیں۔ یہ نہیں کہ ذرا سی بات ہوئی اور فوری ردّعمل میں آ کر جتنا ظلم ہوا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر ظلم کر دیا جائے۔ تو یہ ساری باتیں آپ کو یاد رکھنی چاہئیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حکم دیا ہے تو عبادت میں نماز کے علاوہ سب احکامات بھی آ جاتے ہیں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دوسرے احکامات پر عمل کرنے والی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عبادتوں میں شمار کر لیتا ہے۔ پس آپ لوگ اپنے عملی نمونے یہاں دکھائیں۔ اس قوم کے لئے بھی، اپنے بچوں کے لئے بھی، آئندہ نسلوں کے لئے بھی۔ ان نسلوں کی تربیت کرنا آپ کا کام ہے کیونکہ اس ماحول میں پہلے سے زیادہ کوشش آپ کو کرنی پڑے گی۔ اپنی روحانیت میں ترقی کریں۔ آپ کے عملی نمونے روحانیت میں بھی ہونے چاہئیں اور اپنی نسل کی تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ عام طور پر ہماری بڑی بوڑھیوں میں زیادہ بدعات ہوتی ہیں۔ یہاں باہر کے ممالک میں بہت ساری ہیں جب ان کے پاس پیسے کی کُھل ہوئی تو وہاں شادی بیاہ پہ بلا وجہ کی رسومات اور بدعات کو انہوں نے شروع کر دیا ہے۔ زیور کپڑا اس کا بہت زیادہ رجحان ہو گیا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت احمدی خواتین کی، ممبرات کی ایسی ہے جو چندوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہیں بلکہ بعض ایسی ہیں جو مَردوں کو چندوں کی ادائیگی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جو مَردوں سے بڑھ کر خود چندے ادا کرنے والی ہیں۔ پس سب ایسی عورتیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہیں، ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ان کا جو طرز عمل ہے اس کے پیچھے چلنے کی کوشش کریں، نہ کہ اس دنیا میں آ کر دنیا کے پیچھے دوڑنے لگیں۔ اگر دنیا کے پیچھے دوڑنے لگیں تو یہاں شاید دنیا تو آپ کو مل جائے لیکن جیسا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے باتیں کی ہیں کہ پھر آخرت میں کوئی reward اس کا نہیں ہوگا۔ کوئی بدلہ اس کا نہیں ہوگا۔ کوئی جزا نہیں ہوگی۔ پس ایک احمدی عورت کا کام ہے اور فرض ہے کہ وہ اللہ کی خاطر ہر کام کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس دنیا میں بھی جزا پانے والی ہو اور اگلے جہان میں بھی جزا پانے والی ہو۔

پس پھر مَیں کہوں گا، بار بار یہی کہوں گا کہ اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیں اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کر لیں۔

☆......☆......☆

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014-15ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر160)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ دسمبر 2014ء اور جنوری 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

قبروں کے کتبوں کو بھی نہ بخشا

ربوہ، 12/جنوری 2015ء: ربوہ میں موجود احمدی مرحومین کی قبروں کے کتبوں کو پتھر مار کر توڑ دینے کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ ملّاں اللہ یار ارشد کے مدرسے میں پڑھنے والے لڑکے اس وقت وہاں موجود ملّاں کے ایماء پر احمدیوں کے قبروں کی بے حرمتی کرنے کا 'فریضہ' سرانجام دیتے ہیں۔ 12/جنوری کو بھی اس مدرسے کے ان 'طالبعلموں' نے احمدیوں کی قبروں پر باقاعدہ پتھراؤ کیا جس سے متعدد کتبے ٹوٹ گئے۔ اس واقعہ کی رپورٹ پولیس کو درج کروائی گئی اور روزنامہ دِن کی 14/جنوری کی اشاعت میں اس واقعہ کی خبر شائع ہوئی۔ پولیس پارٹی کو جسے اس واقعہ کی تحقیقات کرنے کا حکم جاری ہوا تھا موقعہ دکھایا گیا۔

آخری انتباہ۔۔۔!

جوہر ٹاؤن لاہور، جنوری 2015ء: جوہر ٹاؤن لاہور میں BOR کے علاقہ میں مخالفینِ احمدیت نے ایک لیفلیٹ ''انتباہ'' کے عنوان سے احمدیوں کے گھروں میں پھینکا۔ یہ لیفلیٹ دو احمدیوں ملک عدنان احمد اور رانا ارشد کے گھر بھی پھینکا گیا۔ یہ لیفلیٹ محافظانِ ختمِ نبوّت پاکستان کی جانب سے شائع کیا گیا تھا جو اپنے آپ کو'' غازی ممتاز قادری فاؤنڈیشن'' سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کی عبارت (نقل بمطابق اصل) ذیل میں درج کی جاتی ہے:

''جناب، آپ ایک انسان ہے اچھے بُرے، ٹھیک غلط کے فرق کو سمجھے اپنی زندگی کو ٹھیک راہ پہ لے آئے اور ختمِ نبوّتؐ پر یقین رکھتے ہوئے اسلام میں داخل ہو جائے اور توبہ کر کے آپ اور آپ کے اعلیٰ خانہ باقی کی زندگی اسلام اور عاشقِ نبیؐ میں گزارے۔

آپ قادیانی مسلسل اسلام اور مسلمانوں کو نقصان دے رہے ہیں اور آپ اس علاقہ میں کافی سرگرم ہے اگر آپ قادیانیت چھوڑ دے اور عبادت گاہ میں کافرانہ سرگرمیاں نہ کرے تو آپ اور آپکے بیوی بچے محفوظ رہے گے۔

ہماری طرف سے آپ کے لئے یہ آخری وارنگ ہے

ورنہ۔۔۔!

آپ لوگوں سے تعاون کی درخواست ہے

ہم سے تعاون اور رابطہ کے لئے:

03224144910، 03219993161''

احمدیوں کو اس دھمکی آمیز لیفلیٹ کے ملنے کے بعد احتیاط کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان شرّ پسندوں نے باقاعدہ اپنے ٹیلی فون نمبرز شائع کیے ہیں۔ اب پولیس کو چاہیے کہ حکومتِ پاکستان کے مذہبی شدّت پسندی کے خلاف جاری کردہ نئے 'ایکشن پلان' کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ان لوگوں کو ڈھونڈ کر ان کے خلاف کارروائی کرے۔

احمدی پر ملّاں کا تشدّد

سدّوکی ضلع گجرانوالہ، 29/دسمبر 2014ء: مخالفینِ احمدیت اکثر اوقات احمدیوں کے خلاف جلسے جلوس کرتے اور عوام الناس کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف مشتعل کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جانا چاہیے۔ سدّوکی کے علاقہ میں ایک احمدی فہیم احمد میڈیکل سٹور پر کام کرتے تھے۔ 29/دسمبر کے روز قریب ہی واقع مسجد سے ایک ملّاں جس کا نام اکرام اللہ رضوی بتایا جاتا ہے میڈیکل سٹور پر گیا اور اس نے ایک دوا طلب کی۔ جب سٹور کے مالک نے فہیم احمد کو کہا کہ مطلوبہ دوائی گاہک کو دے دیں تو ملّاں نے دکان کے مالک سے کہا کہ 'میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ میں کسی مرزائی (۔) سے دوائی نہیں لوں گا۔' اس پر فہیم احمد نے کہا کہ 'میں کونسا تمہیں دوائی دینے لگا تھا۔' اس بات پر اس ملّاں کو شدید غصہ آیا اور وہ لگا فہیم احمد کو زدوکوب کرنے۔ اس پر دکان کا مالک درمیان میں پڑا اور فہیم احمد کو اس شرّ پسند سے چھڑایا۔ ملّاں اس وقت تو چلتا بنا لیکن کچھ ہی دیر میں شرّ پسندوں کا ایک گروپ لے کر وہاں آ پہنچا۔ تاہم دکان کے مالک نے انہیں دکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اس پر وہ لوگ بڑبڑاتے اور فہیم احمد کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

اس واقعہ کی رپورٹ درج کروائی گئی تو ایس ایچ او پولیس نے فریقین کو تھانہ میں طلب کیا۔ وہاں پر ایس ایچ او نے اس واقعہ کا ذمہ دار اس ملّاں کو ٹھہرایا اور آئندہ اسے ایسے کسی بھی واقعہ سے باز رہنے کا عندیہ دیا۔

دوسری جانب فہیم احمد نے علاقے میں اپنے لیے حالات ناسازگار پاتے ہوئے کسی اور جگہ ہجرت کر جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔

آیاتِ قرآنی کی بے حرمتی

چنیوٹ: 31/دسمبر 2015ء: چنیوٹ کے بس سٹینڈ پر ایک احمدی حفیظ احمد کی دکان 'حفیظ بیٹری سٹور' واقع ہے۔ 31/دسمبر کے روز اس دکان پر پانچ افراد آئے اور انہوں نے ملازمین سے پوچھا کہ کیا اس دکان کا مالک احمدی ہے اور وہ ربوہ میں رہتا ہے؟ اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ 'تمہاری دکان کے شٹر کے اوپر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ انہیں صاف کرواؤ۔' ان لوگوں نے دکان کی اندر اور باہر سے تصاویر بھی لیں۔ دکان پر موجود ملازمین کے پوچھنے پر یہ بتلایا کہ وہ ڈی سی او کے بندے ہیں اور انہیں اس دکان کے شٹر پر موجود آیاتِ قرآنی کو مٹانے کی ہدایت ہے۔

ان شرّ پسندوں کو اس دکان کے شٹر پر لگے دو کمپنیوں کے پوسٹرز پر اعتراض تھا۔ ان پوسٹرز پر لکھی گئی قرآنی آیات ان کمپنیوں نے تحریر کروا رکھی تھیں۔

اسی روز رات نو بجے کے قریب پولیس کی دو گاڑیاں اس دکان کے باہر آکر رکیں۔ پولیس کی نفری نے ان پوسٹرز کی تصاویر لیں اور پھر ان پر سیاہ رنگ کر دیا۔

اگر کوئی فردِ واحد ایسی کوئی حرکت کرتا تو لازماً اس کے خلاف قرآنی آیات کی بے حرمتی اور گستاخیٔ قرآن کے مقدمات چلائے جاتے۔ ملّاؤں کے ایسے اقدامات قرآن دشمنی کی کھلی مثال ہیں۔

'Resolved? hardly...'

لاہور: ایک مایہ ناز صحافی گل بخاری نے انگریزی زبان میں ایک بہت عمدہ آرٹیکل تحریر کیا جس میں پاکستان کی حکومت کی جانب سے دہشت گردی کے خلاف ایک نیا 'ایکشن پلان' تجویز کیا گیا ہے جس میں مذہبی بنیاد پر ایک دوسرے کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے خلاف اقدامات کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ آرٹیکل ایک بہت معتبر انگریزی روزنامہ The Nation کی 4/جنوری 2015ء کی اشاعت میں شائع کیا گیا ہے۔ مضمون نگار لکھتی ہیں کہ حکومتِ پاکستان اور افواجِ پاکستان نے بالآخر دہشتگردی کے خلاف ایک 'ایکشن پلان' کا اعلان کر دیا ہے۔ انہیں اپنے اس نئے 'ایکشن پلان' کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ملک میں مذہب کے نام پر خون خرابہ کرنے اور نفرت پھیلانے والے عناصر کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کوئی نیا قانون بنانے کی ضرورت تو نہیں لیکن سزاؤں کو ضرور سخت کرنا ہوگا۔

مضمون نگار نے یہ بھی لکھا کہ ابھی اس نئے ایکشن پلان کا اعلان ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے کہ ملک کے ایک مشہور ٹیلی وژن چینل 'جیو' کے ایک لائیو پروگرام میں میزبان ڈاکٹر عامر لیاقت اور اس کے ساتھ گفتگو میں شامل مولویوں نے احمدیوں کے خلاف نفرت اور اشتعال دلانے کے لئے بے بنیاد باتیں کرنا شروع کر دیں۔ حکومتِ وقت نے PEMRA کی جانب سے ایشو ہونے والے ایک نوٹس کی آڑ میں ہی اپنا ردِعمل ظاہر کرنا مناسب سمجھا۔ یہ نوٹس اتنا 'ہلکا' تھا کہ اس میں نہ تو اس ٹیلی وژن چینل کا نام تھا، نہ پروگرام کے میزبان کا اور نہ ہی مُلّاؤں کا اور نہ ہی ان میں سے کسی پر کوئی پابندی عائد کی گئی تھی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان سب کے خلاف فوری طور پر مقدمات درج کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جاتی۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ حکومت دہشت گردی کے خلاف 'ایکشن پلان' کو تجویز کرنے میں بہت دلچسپی ظاہر کر رہی تھی لیکن اس پر عملدرآمد کرانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: اسلامی نظام حکومت کا اجمالی نقشہ

از صفحہ 4

کر تباہ و برباد کر دیا پس جس طرح ہم نے فرعون کو تباہ کیا ہے اگر تم ہمارے گورنر جنرل کی مخالفت کرو گے اور اس کے مقابلہ پر فرعون والا طریق اختیار کرو گے تو تم بھی تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ فَکَیۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ کَفَرۡتُمۡ یَوۡماً یَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِیۡباً۔ السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِہٖ۔ اگر تم نے بھی انکار کیا جس طرح فرعون نے موسیٰ کا انکار کیا تھا تو تم کس طرح یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم ہمارے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ تم اُس دن سے ڈرو جو جوانوں کو بوڑھا کر دے گا۔ وہ دُنیوی بادشاہوں کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہم اپنے گورنر سے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری بادشاہت کو مضبوط کرے گا بلکہ فرماتا ہے کہ ہم اس کی بادشاہت کو خود قائم کریں گے اگر تم اس کی مخالفت کرو گے تو ہم تم پر عذاب نازل کریں گے کہ جس سے آسمان بھی پھٹنا شروع ہو جائے گا۔ کَانَ وَعۡدُہٗ مَفۡعُوۡلًا دُنیوی بادشاہ ڈرتے ہیں کہ اگر ہماری مخالفت ہوئی تو ہم کیا کریں گے مگر یہاں فرماتا ہے کہ یہ وہ وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو بدل نہیں سکتی۔

کتنا زمین و آسمان کا فرق اُس دیوانِ عام اور اِس دیوانِ عام میں ہے۔ وہاں بادشاہ یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں کو اپنا نائب مقرر کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ہماری حکومت کو مستحکم کرے، اس لئے کہ وہ ہماری طاقت کو مضبوط کرے، اس لئے کہ وہ ہماری جڑیں لگائے۔ مگر یہاں دیوانِ عام میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ اے لوگو سنو! ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا گورنر مقرر کر کے بھجواتے ہیں اگر تم اس کی فرمانبرداری نہیں کرو گے تو ہم خود اِس کو طاقت بخشیں گے اور خود اِس کو قوت بخشیں گے اور اگر اِس کا مقابلہ کرو گے تو ہم تمہیں ایسی سزا دیں گے کہ زمین تو زمین آسمان کا کلیجہ بھی شق ہو جائے گا (السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِہٖ) اور کوئی طاقت نہیں جو ہمارا مقابلہ کر سکے۔

اس کے ساتھ ہی یہ اعلان ہوتا ہے کہ یہ گورنر ہے کس جگہ کے لئے؟ دُنیوی گورنر مقرر ہوتے ہیں تو ایک آدھ ملک کے لئے۔ مگر فرماتا ہے کہ یہ گورنر سب دنیا کے لئے ہے۔ گویا یہ گورنر نہیں بلکہ گورنر جنرلوں کے بھی اوپر گورنر جنرل ہے۔ چنانچہ دربارِ عام میں اعلان ہوتا ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا

(الاعراف: 159)

اے یہودی مذہب کے ماننے والو سُنو! یہ شخص جس کو ہم نے بھجوایا ہے موسیٰ کی طرح صرف مصر کے لوگوں کے لئے نہیں۔ اے اسرائیلی انبیاء کے ماننے والو! یہ شخص صرف بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح کسی ایک قوم کی طرف نہیں۔ اے مسیح کے ماننے والو سُنو! مسیح کی طرح فلسطین کی طرف نہیں۔ اے کرشن اور رامچندر کے ماننے والو! یہ اس طرح نہیں آیا جس طرح رامچندر اور کرشن ہندوستان کی طرف آئے تھے۔ اے زرتشت کے ماننے والو سنو! یہ اس طرح نہیں آیا جس طرح زرتشت ایران کی طرف آیا تھا۔ اے تمام دوسری اقوام اور مملکتوں اور برِّ اعظموں میں رہنے والو سنو! یہ اس طرح نہیں بھیجا گیا جس طرح انبیاء ایک ایک قوم اور ایک ایک بستی کی طرف بھیجے جاتے تھے بلکہ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اے تمام انسانو! خواہ تم روئے زمین کے کسی علاقہ میں رہتے ہو، اے برطانیہ کے رہنے والو! اے فرانس کے رہنے والو! اے جرمنی کے رہنے والو! اے امریکہ کے رہنے والو! اے یورپ کے رہنے والو! اے جزائر کے رہنے والو! اے افریقہ کے رہنے والو! اے دنیا کے کسی گوشے اور خطّہ میں رہنے والو! اسے تم پر افسر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یہ ہمارا گورنر جنرل ہے جس کی حکومت سے کوئی شخص باہر نہیں۔

(باقی آئندہ)

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20 جنوری 2011ء کے ایک مضمون میں مکرم نصراللہ بلوچ صاحب نے اپنے والد محترم مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب نتھوانی بلوچ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ڈیرہ غازیخان سے 28 میل دور بستی رانجھا میں 1908ء میں مکرم احمد خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد ناخواندہ اور سیدھے سادے انسان تھے۔ 1918ء میں وہ بعارضہ فالج قریباً ایک سال بیمار رہ کر فوت ہوگئے۔ ان کی عمر 40 سال تھی۔ چھ ماہ بعد اُن کی اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر صرف 30 سال تھی۔ اس پر دس سالہ عبدالرحمٰن مبشر کو رشتہ کے ایک دادا نے اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ کے تین بھائی اور ایک بہن بھی تھیں۔

محترم عبدالرحمٰن مبشر صاحب پرائمری کرچکے تھے۔ کچھ عرصہ میں ہی خودداری کی وجہ سے اپنا علاقہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور ایک بھائی کے ہمراہ چھپتے چھپاتے 28 میل پیدل چل کر ڈیرہ غازیخان پہنچے۔ پہلے وہاں اور پھر دہلی کے ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ زمانۂ طالبعلمی میں ہی ایک کلاس فیلو کے منہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر سنا:

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اس نے ان پر بڑا اثر کیا۔ دہلی سے دوسرے بھائی واپس گھر چلے گئے اور محترم مبشر صاحب قصور سے ہوتے ہوئے ملتان پہنچے اور ایک سرکاری دفتر میں ملازمت کرلی۔

ایک دن آپ ایک لائبریری میں مطالعہ میں مصروف تھے کہ وہاں کسی نے آکر عملہ سے پوچھا کہ کوئی مرزا صاحب کی کتاب بھی ہے؟ جواب ملا کہ تمہیں اُن کی کتابوں کی کیا ضرورت ہے اور ان میں کیا رکھا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہر مذہب اور فرقہ کی کتاب پڑھنی چاہئے اس میں کیا حرج ہے، شاید کوئی اچھی بات مل جائے۔

یہ بات محترم مبشر صاحب پر بہت اثر کرگئی۔ چنانچہ ملتان میں ہی ایک مخالف نے مباہلہ کا ایک اشتہار آپ کو دیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق غلط الفاظ لکھے ہوئے تھے تو آپ نے احمدی نہ ہونے کے باوجود اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ پھر مکرم شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر ملتانی کی دعوت پر آپ اُن کے ہمراہ 1930ء میں قادیان جلسہ پر گئے۔ وہاں شیخ صاحب نے بیعت کی تلقین کی تو آپ نے کہا کہ میں بیعت تو کرلیتا ہوں لیکن سب جزا سزا آپ کے ذمہ ہے کیونکہ ابھی تک مَیں نے کوئی مطالعہ نہیں کیا۔ چنانچہ بیعت کرتو لی لیکن جب واپس ملتان آئے تو عجیب کشمکش تھی کہ مَیں کام صحیح کرآیا ہوں یا غلطی ہوگئی ہے۔ چنانچہ نماز عشاء پڑھی اور دعا کرکے سوگئے تو ایک ایمان افروز خواب دیکھا اور اگلے ہی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ پھر اپنے ہم زلف محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کے کہنے پر تعلیم حاصل کرنے 1931ء میں قادیان چلے آئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ ایک سال میں ساتویں کلاس پاس کی اور پھر مزید چار سال میں مولوی فاضل اور مربی کی ڈگری حاصل کی۔

زمانۂ طالبعلمی میں ہی آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر ظفرحسن صاحبؓ کی بیٹی سے ہوگئی۔ 1937ء میں مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرّس دینیات متعین ہوئے۔ تالیف و تصنیف کا کام بھی عرصہ تک کیا۔ قاعدہ تعلیم القرآن بطرز جدید، لفظی ترجمہ والا قرآن شریف اور نماز مترجم مکمل کی۔ 34 کے قریب مفید عام کتب لکھیں جن میں بشارات رحمانیہ جلد اول و جلد دوم، برہان ہدایت، دلائل قاطعہ، صوت حق، سلطان مبین اور موعود اقوام عالم وغیرہ بہت مشہور ہوئیں۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ 1953ء میں ڈیرہ غازیخان کے سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر ہوئے۔ پھر 1956ء سے مقامی صدر اور امیر ضلع رہے۔ انتخاب خلافت کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔ زندگی کے آخری ایام تک خود کو جماعت کے لئے وقف رکھا اور قلمی خدمت میں مصروف رہے۔ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا نہ کرتے۔ ہمدرد انسان تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس طرح کی زندگی گزارنے کی تلقین کرتے۔ قناعت پسند تھے۔ کثرت اولاد اور مالی پریشانیوں کے باوجود ہمیشہ دعائیں ہی کرتے رہتے۔ سینکڑوں کتابوں پر مشتمل لائبریری آپ نے اپنے پیچھے چھوڑی۔

کامیاب زندگی کے بعد 82 سال کی عمر میں نومبر 1990ء میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کی اہلیہ آپ کی وفات سے دس سال قبل فوت ہوگئی تھیں۔ آپ نے پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

محترمہ حسین بی بی صاحبہ (چوہدرانی)

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10 جنوری 2011ء میں مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب نے اپنی دادی محترمہ حسین بی بی صاحبہ کا تفصیلی ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ حسین بی بی صاحبہ کا تعلق پھالیہ ضلع گجرات کے ایک معزز تارڑ گھرانہ سے تھا۔ والد پٹواری تھے۔ آپ کی دنیاوی تعلیم پرائمری تھی لیکن قرآن حدیث پر عبور حاصل تھا۔ 1890ء میں محترم چوہدری خان محمد نمبردار سے شادی ہوئی جو اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے اور ان کی پیدائش سے قبل ہی اُن کے والد وفات پاچکے تھے۔

محترمہ حسین بی بی صاحبہ کے ہاں چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے مکرم سردار خاں صاحب جب پانچویں جماعت کے طالب علم تھے تو ان کے استاد حضرت مولوی غلام علی صاحبؓ آف راجیکی تھے (جو حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے چچا زاد بھائی تھے) اُن کو خیال آیا کہ یہ گاؤں کے نمبردار کا بیٹا ہے اور اگر یہ خاندان احمدی ہو جائے تو پھر گاؤں میں احمدیت کی خاص ترقی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے سردار خان صاحب کو کہا کہ آپ اپنی والدہ سے پوچھ کر حضرت مسیح موعودؑ کو قادیان خط لکھیں کہ اگر میں سنٹر کے پرائمری کے امتحان میں اوّل آ گیا تو احمدی ہوجاؤں گا۔ والدہ کا اس لئے کہا کیونکہ والد صاحب بڑے سخت مزاج اور دبدبہ والے تھے۔ جب بیٹے نے اپنی والدہ حسین بی بی صاحبہ سے اپنے استاد کی بات بیان کی تو انہوں نے کہا بیٹا! خط ضرور لکھو اور میں بھی دعا مانگتی ہوں تم بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس عہد کو نبھانے کی توفیق دے۔ چنانچہ خط لکھ دیا گیا۔

پرائمری کے سنٹر کے امتحان میں تقریباً 10 سکولوں کے بچے حصہ لیتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے معجزہ دکھایا اور سردار خان صاحب اول آ گئے اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ خدا کا فضل اور مسیح کی دعا کا معجزہ دیکھ کر ماں بیٹا دل سے احمدی ہوگئے لیکن باپ کے ڈر سے باقاعدہ بیعت نہ کی۔ محترمہ حسین بی بی صاحبہ نے چندہ بھی دینا شروع کردیا۔ پھر جب حضرت مسیح موعودؑ جہلم تشریف لائے تو خاموشی سے جاکر دیدار بھی کرآئیں لیکن وہاں سے واپس آکر بیعت کے لئے بہت بیتاب رہنے لگیں۔ بالآخر اُن کے خاوند کو اس بات کا علم ہوگیا کہ یہ ماں بیٹا احمدی ہو چکے ہیں اور مجھ سے ڈر کی وجہ سے بیعت نہیں کررہے۔ اس پر انہوں نے سخت رویّہ اپنالیا تو محترمہ حسین بی بی صاحبہ اپنے میکہ چلی گئیں۔ میکے والے بھی ناراض ہوئے کہ گھر کا سکون کیوں برباد کررہی ہو۔ لیکن آپ نے ثبات قدم کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور دعا میں لگی رہیں۔ آخر 1910ء میں آپ کے خاوند سمیت سب گھر والوں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ خاوند چونکہ رعب والے تھے اس لئے اُن کے بیعت کرنے کے بعد، احمدی جو پہلے ایک گھر میں نماز ادا کیا کرتے تھے، مسجد میں جاکر نماز ادا کرنے لگے اور یہ سلسلہ 1981ء تک جاری رہا۔ جب مسجد کی خستہ حالی کی وجہ سے اس کی دوبارہ تعمیر کا فیصلہ ہوا تو ساری برادری نے محترمہ حسین بی بی صاحبہ کے چھوٹے بیٹے (مضمون نگار کے والد) محترم چودھری عنایت اللہ صاحب کو کہہ دیا کہ جو مرضی فیصلہ کریں۔ انہوں نے دُوراندیشی سے کام لیتے ہوئے اکٹھے مسجد بنانے کی بجائے فیصلہ کیا کہ ایک پارٹی زمین رکھ لے اور دوسری پارٹی ملبہ لے لے۔ چنانچہ احمدیوں نے اپنی ایک مشترکہ زمین پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرلی جس کا افتتاح حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے فرمایا۔ چودھری عنایت اللہ صاحب نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے اپنی زمین کا ایک حصہ فروخت کیا۔ باقی خاندان نے بھی بہت قربانی دی۔ سردار خان صاحب کی بیٹیوں نے مربی ہاؤس وقف کرنے کی توفیق پائی۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ جس طرح مسجد معجزانہ طور پر بن گئی اسی طرح احمدیہ قبرستان بھی ایک معجزہ ہے۔ ہمارا گاؤں دریائے چناب کے کنارہ پر ہے اور طغیانی سے قبرستان میں پانی آ جاتا تھا۔ میرے دادا نے 28 جون 1966ء کو وفات پائی تو یہ وصیت کی کہ اُن کی قبر سڑک کے کنارے ذاتی زمین پر بنانا۔ تب وہ اکیلی قبر تھی۔ بعد میں قبرستان میں احمدیوں کی تدفین کی مخالفت شروع ہوگئی اور 2000ء میں تو ایک احمدی کی قبر اکھاڑنے کی بھی کوشش کی گئی۔ قصہ مختصر وہ قبرستان جو میرے دادا کی خواہش پر بنا تھا آج احمدیہ قبرستان کہلاتا ہے۔ جماعت کی ایک عیدگاہ بھی ہے۔ جس کی چاردیواری کرنے کے لئے میرے دادا نے گاؤں کے بالکل ساتھ 2 کنال زمین بیچی تھی۔

محترمہ حسین بی بی صاحبہ ایک بارُعب شخصیت کی مالکہ تھیں۔ سعداللہ پور میں سب چوہدرانی کہہ کر پکارتے تھے۔ بڑی نیک خاتون تھیں۔ ملازموں کا خیال رکھتیں۔ غریب لڑکیوں کی شادیاں بلاامتیاز کرواتیں۔ گاؤں میں کسی کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو ان کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ چندہ کی بڑی پابند تھیں۔ فصل کے علاوہ گھر میں جو گھی بنتا تھا اس پر بھی چندہ دیتی تھیں۔ ہرسال بچے لے کر باقاعدگی سے قادیان جایا کرتیں۔ ہمیشہ نیا بستر بنا کرلے جاتیں جو واپسی پر قادیان میں چھوڑ آتیں۔ سرسوں کا تیل، ساگ اور مکھن وغیرہ بطور تحفہ حضرت امّاں جانؓ کے لئے لے کر جاتیں۔ احمدیت کے لئے بہت غیرت تھی۔ مہمان نواز بھی بہت تھیں۔ سرکاری اور جماعتی مہمانوں کے علاوہ جب دریا میں طغیانی ہوتی تو کوئی مسافر کئی کئی روز تک آپ کے ڈیرہ پر ٹھہرا کرتے۔ آپ خندہ پیشانی سے اُن کی خدمت کرتیں۔ گاؤں کی اَن پڑھ عورتیں حساب کتاب یا خط پڑھوانے کے لئے آپ کے پاس آتی تھیں۔

محترمہ حسین بی بی صاحبہ کو درّثمین کے بےشمار شعر یاد تھے۔ بےشمار پنجابی اشعار بھی آتے تھے۔ بچیوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا کرتیں۔ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی اور فدائی احمدی بنایا۔

آپ کی وفات 1940ء میں ہوئی۔

مکرم رانا عبدالغفور خانصاحب کاٹھگڑھی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 جنوری 2011ء میں مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب کے قلم سے مکرم رانا عبدالغفور خاں صاحب کاٹھگڑھی کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مکرم رانا عبدالغفور صاحب 1938ء میں کاٹھگڑھ (انڈیا) میں مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد کی واحد اولاد تھے۔ ابتدائی تعلیم احمدیہ سکول سے حاصل کی مگر والدہ کی وفات کی وجہ سے زیادہ نہ پڑھ سکے۔ لاڈلے اور اکلوتے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد ان کے والد صاحب نے اپنی زرعی زمین کا کلیم ضلع فیصل آباد میں حاصل کرکے وہیں رہائش بھی اختیار کرلی۔ آپ کی شادی 1960ء میں حضرت چوہدری عبدالحق خاں صاحبؓ کی بیٹی محترمہ سروری بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی۔ آپ کے والد صاحب نے 1963ء میں وفات پائی۔

آپ 1970ء میں چک نمبر 2 ٹی ڈی اے خوشاب منتقل ہوگئے۔ کیونکہ اکثر برادری وہیں مقیم تھی۔ 1977ء میں آپ قصر خلافت ربوہ میں بطور پہریدار بھرتی ہوگئے۔ جہاں سے آپ 1997ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ کی وفات 12 دسمبر 2003ء میں ہوئی۔ موصی ہونے کی وجہ سے تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ بہت ہی سادہ، شریف، صاف دل اور نیک انسان تھے۔ سب لوگوں سے ہمدردی رکھتے اور اچھا مشورہ دیتے تھے۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ اپنی اولاد کی بھی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے رسالہ ’’النساء‘‘ ستمبر تا دسمبر 2010ء میں ’’عشق‘‘ کے عنوان سے شامل اشاعت مکرمہ مریم منور صاحبہ کی نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

مجھ سے کھونے لگی ہے لذّتِ عشق
پست ہونے لگی ہے ہمّتِ عشق
اے خدا! تُو نے گر نہ تھاما مجھے
یہ جہاں دیکھ لے گا وحشتِ عشق
عشق میں جو نہ ہؤا خاک و راکھ
ہے اس کا دعویٰ عشق، تہمتِ عشق
نہ ہو پرواہ ترے سوا کچھ بھی
کاش پڑ جائے ایسی عادتِ عشق
عشق آساں نہیں ہے ناداں پر
سر کیا سالکوں نے پربتِ عشق
تیرے محبوب ہم بھی ہو جائیں
ہو عطا ہم کو ایسی صحبتِ عشق

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 03, 2015 – April 09, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 03, 2015

00:00 World News
00:15 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 103-109 with Urdu translation.
00:35 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'writings and speeches of the Promised Messiah (as).
00:45 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 43.
01:15 Waqf-e-Nau Ijtema Boys: Rec. March 01, 2015.
02:10 Spanish Service: Programme no. 12.
03:00 Pushto Muzakarah: Discussion about Seerat Hadhrat Musleh Ma'ood[ra].
03:40 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Zumar, verses 7-22. Class no.238. Recorded on March 31, 1998.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 32.
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 110-117 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'Allah the Provider for all the provisions for the Holy Prophet (saw)'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 44.
07:05 Premiere Of Ontario Reception: Recorded on July 16, 2012.
07:45 Let's Find Out: The topic is 'Easter'.
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on March 21, 2015.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65.
11:35 Tilawat: Surah Qaaf, verses 1-46.
11:50 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Rec. July 07, 2011. Part 2.
15:40 Dua-e-Mustajaab
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: A live Arabic discussion programme.
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda: Recorded on March 21, 2015.

Saturday April 04, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 110-117 with Urdu translation.
00:30 Yassarnal Quran [R]
01:05 Premiere Of Ontario Reception [R]
01:45 Let's Find Out [R]
02:10 Friday Sermon: Recorded on April 03, 2015.
03:20 Rahe Huda [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 34.
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 118-125 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'acceptance of prayers'.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 08, 2012.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 59.
09:00 Question And Answer session: Recorded on June 15, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on April 03, 2015.
12:15 Tilawat: Surah Az-Zariyaat, verses 1-31.
12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 32.
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar: Rec. March 06, 2013.
15:05 Kuch Ya'adain Kuch Ba'atain
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel: Lesson no. 32.
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: Live Arabic discussion programme.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday April 05, 2015

00:15 World News
00:35 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 118-125 with Urdu translation.
00:45 Dars-e-Malfoozat [R]
00:55 Al-Tarteel: Lesson no. 32.
01:25 Jalsa Salana UK Address [R]
02:30 Story Time [R]
02:50 Friday Sermon [R]
04:05 Kuch Ya'dain Kuch Ba'atain [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no, 35.
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 126-133 with Urdu translation.
06:10 Yassarnal Quran: Lesson no. 44.
06:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on June 24, 2012 in the USA.
07:55 Faith Matters: Programme no. 160.
08:55 Question And Answer Session: Recorded on April 05, 1998.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 28, 2014.
12:10 Tilawat: Surah At-Toor, verses 1-38.
12:25 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on February 27, 2015.
14:10 Shotter Shondhane: Recorded on July 08, 2011.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:25 Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion about the lives of the companions of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as).
16:55 Kids Time: Programme no. 43.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:05 World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:35 Faith Matters [R]
20:35 Roots To Branches: : A discussion programme about the history of Jama'at.
21:00 Let's Find Out
21:25 Open Forum: The topic is 'the importance of marriage'.
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Monday April 06, 2015

00:20 World News
00:35 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 126-133 with Urdu translation.
00:50 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:05 Yassarnal Quran [R]
01:40 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal [R]
02:50 Roots To Branches [R]
03:15 Let's Find Out [R]
03:45 Friday Sermon [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 36.
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 134-142 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:00 Inauguration Of Aiwan-e-Tahir: Recorded on July 26, 2012.
08:25 International Jama'at News
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 09, 1998.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on December 12, 2014.
11:20 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00 Tilawat: Surah An-Najm, verses 1-63.
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 19, 2009.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Azeemu Shaan Inqelab: Programme no. 1.
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on April 04, 2015.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Inauguration Of Aiwane Tahir [R]
19:55 Somali Service: Programme no. 17.
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
23:20 Azeemu Shaan Inqelab [R]

Tuesday April 07, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 134-142 with Urdu translation.
00:35 Dars-e-Hadith [R]
00:55 Al-Tarteel [R]
01:20 Inauguration Of Aiwan-e-Tahir [R]
02:55 Kids time: Programme no. 43.
03:25 Friday Sermon [R]
04:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 37.
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-148 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'the upbringing of children.
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no, 45.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on June 24, 2012 in USA.
07:50 Alif Urdu: Programme no. 13.
08:15 Australian Service
08:55 Question And Answer Session: Recorded on April 05, 1998.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
12:15 Tilawat: Surah Al-Qamar, verses 1-56.
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 169.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Spanish Service: Programme no. 2.
15:35 Alif Urdu: Programme no. 13.
16:00 Press Point: Recorded on March 22, 2015.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
20:25 Alif Urdu [R]
20:50 Press Point [R]
21:55 Faith Matters [R]
22:55 Question And Answer Session [R]

Wednesday April 08, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-148 with Urdu translation.
00:35 Dars-e-Hadith [R]
00:55 Yassarnal Quran [R]
01:15 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 14.
01:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal USA [R]
02:20 Alif Urdu [R]
02:40 A Trip To Dorrigo [R]
03:10 Press Point [R]
04:10 Andalucia
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 38.
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 149-158 with Urdu translation.
06:15 Al-Tarteel: Lesson no. 32.
06:45 Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 9, 2012.
08:10 Na'atia Mosha'airah
09:05 Question And Answer Session: Part 1, recorded on June 15, 1996.
09:55 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
12:10 Tilawat: Surah Ar-Rehman, verses 1-40.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 19, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 66.
15:45 Kids Time: Programme no. 43.
16:30 Faith Matters: Programme no. 168.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Jalsa Salana UK Address [R]
19:50 French Service: Horizons d'Islam. Episode 24
20:45 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:20 Kids Time: Programme no. 43.
21:50 Friday Sermon [R]
22:50 Intikhab-e-Sukhan: Recorded on April 04, 2015.

Thursday April 09, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat [R]
00:30 Al-Tarteel [R]
01:00 Jalsa Salana UK Address [R]
02:25 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:00 Na'atia Mosha'airah [R]
04:00 Faith Matters [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 38.
06:05 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 159-166 with Urdu translation.
06:20 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'power of belief'.
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 45.
07:00 A Message Of Peace: Rec. in December, 2012.
08:00 Beacon Of Truth: Recorded on April 5, 2015.
09:00 Tarjamatul Quran Class: Surah Az-Zumar, verses 21-53 Class No. 239. Recorded on April 1, 1998.
10:05 Indonesian Service
11:15 Japanese Service: Programme no. 9.
12:00 Tilawat: Surah Ar-Rehman, verses 41-79.
12:15 Yassarnal Quran [R]
13:00 Beacon Of Truth [R]
14:05 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on April 03, 2015.
15:05 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 13.
15:25 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:00 Persian Service: Programme no. 24.
16:30 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 A Message Of Peace [R]
19:30 Live German Service
20:35 Faith Matters: Programme no. 168.
21:30 Tarjamatul Quran Class [R]
23:00 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 27 March, 2015 | Issue No. 13

یہ امر کہ لجنہ اماء اللہ کو جماعت میں ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل ہے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ لجنہ کی تمام سرگرمیاں ان تعلیمات کی روشنی میں ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوئیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں قرآن کریم نے عورتوں کو بعض ذمہ داریاں سونپی ہیں یا بعض حدود مقرر فرمائی ہیں وہاں قرآن کریم نے عورتوں کے بے شمار حقوق بھی وضع فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ یہ فلاح پانے کا ذریعہ ہے۔ اس ایک لفظ فلاح کے کئی معانی ہیں اور کئی مثبت پہلو ہیں۔ لفظ فلاح کے مختلف معنوں کی تشریح و تفصیل

بطور احمدی ہم حقیقی طور پر خوش قسمت ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اسلام کی حقیقی راہ سے روشناس کرایا جو اعتدال پسندی کی راہ ہے۔ پردے سے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عملی اصلاح کی کنجی یہ ہے کہ کسی گناہ یا برائی کو چھوٹا یا معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ہر وہ بات جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے گناہ سمجھنا چاہئے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر ایک اور احسان یہ بھی ہے کہ آپ نے ہمیں سکھایا کہ مَردوں کو عورتوں پر دباؤ ڈالنے یا اپنے تسلّط میں لانے کا حق نہیں بلکہ آپ نے تو فرمایا کہ ہر مرد کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور اس طرح عورتوں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔

آج کے معاشرے میں ہر قسم کے شعبے اور قومیت کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ان کی اکثریت مسلمان عورت کے حقیقی مقام کو نہیں پہچانتی۔ اس لئے ہماری عورتوں کو اپنی پاکدامنی کے تحفّظ کے لئے بہت محتاط ہونا چاہئے اور اپنے وقار اور عزت کی حفاظت کرنی چاہئے۔

آج اسلام پر ہر طرف سے حملے کئے جا رہے ہیں اور اس کو بدنام کیا جا رہا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری ہے اور اس کا یہ کام ہے کہ ان غیر منصفانہ الزامات کا جواب دے۔ یہ احمدی مسلمانوں کا کام ہے کہ ان دھبوں کو دھوئیں جو اسلام کے وقار کو دھندلا کر رہے ہیں اور اسلام کی حقیقی اور خالص تعلیمات پر تیز چمکتی ہوئی روشنی ڈالیں۔ لیکن آپ صرف اُس وقت ایسا کر سکتے ہیں جب آپ کے اپنے اعمال کا معیار اعلیٰ ترین ہو۔

لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہونے کی حیثیت سے خاص طور پر یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس الزام کا تدارک کریں کہ نعوذ باللہ اسلام عورتوں پر سختی اور ظلم کی تعلیم دیتا ہے۔

پردہ اور حجاب عورت کو اس کا حقیقی وقار، خود مختاری اور آزادی دلاتا ہے۔ حجاب ایک عورت کو محض ظاہری تحفّظ نہیں دیتا بلکہ اسے روحانی تحفّظ اور دل کی پاکیزگی دینے کا بنیادی ذریعہ ہے

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارا ہر عمل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہونا چاہئے اور جو کچھ بھی اس کی خاطر کیا جاتا ہے چاہے وہ نماز ہو یا کوئی اور عمل ہو وہ عبادت ہی کے زُمرہ میں آتا ہے اور ہر احمدی کو یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے۔

افراد جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سلوک کے بعض ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنی اور اپنی بچیوں کی عزت و ناموس اور عصمت کی حفاظت کریں۔ اپنے گھروں میں اپنے بچوں اور خاوندوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی روحانیت میں ترقی کریں۔ آپ کے عملی نمونے روحانیت میں بھی ہونے چاہئیں۔ اور اپنی نسل کی تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

لجنہ اماء اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی خطاب کا اردو میں مفہوم فرمودہ 26 اکتوبر 2014ء بروز اتوار بمقام بیت الفتوح۔ مورڈن، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس سے پہلے کہ میں اپنے خطاب کا آغاز کروں میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے صد سالہ تشکر کے سلسلے میں جو تحفہ پیش کیا ہے اس سے متعلق پہلے میرا خیال تھا کہ یہ یوکے (UK) جماعت کو ان کے مختلف منصوبہ جات کی مدّ میں دے دینا چاہئے۔ لیکن پھر مجھے خیال گزرا اور میرے نزدیک یہ بہتر فیصلہ ہے کہ مجھے اس رقم کو لجنہ اماء اللہ یوکے (UK) کو اپنی پراپرٹی خریدنے کے لئے دے دینا چاہئے کیونکہ اب ہر ذیلی تنظیم اپنی پراپرٹی خریدنے کے لئے کوشش کر رہی ہے جہاں وہ اپنی تقریبات کا انعقاد کر سکیں اور لجنہ اماء اللہ کو بھی اپنی پراپرٹی کی ضرورت ہے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ بہتر اور مناسب فیصلہ ہے کہ اس رقم کو اس فنڈ میں شامل کر لیا

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں